

مُعَاوِف فِيْچَر

مُعَاوِف فِيْچَر
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: ممعن ظفر خان، سید سمیح اللہ حسینی، نوید نون - معاون مدیر: غیاث الدین ڈی، بلاک ۵، فیڈرل بی، ایریا، کراچی - ۵۹۵۰ فون: ۳۶۸۰۹۲۰، ۳۶۳۶۹۸۳۰ (۹۲-۲)، فیکس: ۳۶۳۶۱۰۴۰ www.irak.pk، ویب گاہ: irak.pk@gmail.com

- ۱۔ **معاوف فیچر** ہر ماہی کیم اور رسولت ارتیخیوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے دوچی اور ملت اسلامیکا درد رکھنے والوں کے غور فکر کے لیے اہم یا ضروری ہو سکتی ہیں۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لواز مذکوم ملا تبصرہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کے انتخاب کی وجہ اس سے ہمارا تقاضہ نہیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدل تردید یا اس سے اختلاف پیش کیا جائے تو اس کو بھی جلدی جاسکتی ہے۔
- ۳۔ **معاوف فیچر** کوہتر بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصول یا ان کے رائے تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقصد کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرائم کروہ لواز سے کے مرید، لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی علام اجازت ہے۔
- ۵۔ **معاوف فیچر** کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تامین عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات تقبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسرچ اکیڈمی کو اچھی

بہت سے حقوق پر ڈاکا ڈالا گیا۔ آزادی کے بعد نہیں کھل کر پینٹنے کا موقع ملا ہے اور پیشتر سیاسی، معاشری اور معاشرتی معاملات میں ان سے واضح ترجیحی سلوک روک رکھا جاتا ہے۔ یونائیٹед مالیزیا نیشنل آرگانائزیشن بھی کچھ اسی طرز کی باتیں کر کے اپنی بات آگے بڑھاتی ہے۔ اکثریت پینٹنی مالیں سلی سمجھتی ہے کہ اس کے تمام حقوق کی پاسداری اسی وقت ممکن ہے جب یا ایم این او کو اقتدار میسر ہو۔ یو ایم این او کے ابتدائی تاکیدین ملائیت اور باکیں بازو دفوں ہی کے خلاف تھے۔ ان کی ابتدائی کامیابیوں نے پی اے ایس کو اسلام ازم کے واحد چہرے کے طور پر عروج بخشنا۔ ۱۹۸۱ء میں مہاتیر محمد برسر اقتدار آئے تو پی اے ایس کو اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔ اور اس نے یو ایم این او کے خلاف اسلام ازم کو اپنائی کارگتھیا کے طور پر پیش کیا۔ پی اے ایس کے لیڈر ہادی ادا انگ نے یو ایم این او کے ہر حامی کو کافر قرار دینے میں کسی تامل کا مظاہرہ نہیں کیا کیونکہ ان کے مطابق یو ایم این اونے نوآبادیاتی دور کے آئین کے

اندرونی صفحات پر:-

- ۱۔ نیجن یا ہو اقتدار کے دن گنے جا چکا!
- ۱۔ بھارت کو چین سے تعلقات بہتر بنانے کی جلدی
- ۱۔ عالمی طاقتوں کے مابین تصادم
- ۱۔ اخوان المسلمون: سرگرم خواتین ارکان کیا سیستی اخوان المسلمون سے مصالحت کریں گے؟
- ۱۔ آخر بلیوا کانوںی ہے کیا؟
- ۱۔ ایرانی اور سعودی نوجوان ۱۹۷۹ء کو بھول جائیں!
- ۱۔ سعودی عرب ”روشن خیالی“ کی جانب گامزن!
- ۱۔ ترکی، سوڈان اور قطر کے بڑھتے تعلقات

ملا میشیا کی ”اسلام کاری“، رخ بد لے گی؟

لیے انہیں بہت محنت کرنا پڑے گی۔ اور بظاہر وقت کم ہے۔

حرث اگلیز بات یہ ہے کہ پان ملا میشیا اسلامست پارٹی (پی اے ایس) نے الکھوریٹ کے محض ۵۰ فیصد کی حمایت بٹورنے پر بھی یونائیٹед مالیزیا نیشنل آرگانائزیشن کا سامنا کرتے ہوئے اپنے ایجنسیز کے مطابق کام کرنے میں غیر معمولی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ پی اے ایس نے اپنے نیشنلٹ اور اسلامست ایجنسیز پر عمل کرنے کے حوالے سے کوئی خاص دشواری محسوس نہیں کی۔ اس ایجنسیز کے حوالے سے ملک بھر میں تشویش پائی جاتی ہے۔ بہت سوں کو امید ہے کہ پوزیشن جماعتوں کا اتحاد عام انتخابات میں پی اے ایس کو شکست دے کر ملک کو اسلام اپوزیشن کی راہ پر مزید آگے بڑھانے سے روکنے میں اپنا کردار ادا کے گا۔

چند برسوں کے دوران کچھ ایسے اقدامات کیے گئے ہیں جن سے ملا میشیا کے سیکیور سمجھے جانے والے معاشرے میں مذہبی عدم رواداری کو بھرنے کا موقع ملا ہے۔ ملا میشیا میں مسلمان اور عیسائی رب العالمین کے اسم ذات اللہ کو مشترک طور پر استعمال کرتے تھے مگر اب یہ لفظ مسلمانوں کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ چارلس ڈارون کی کتاب ”فصل الانواع“ کی اشاعت اور فروخت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اسلام دوست سمجھے جانے والے مغربی مفکرین جان مسیح یو اور کیرن آرم اسٹرائل کی کتب پر بھی پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ یہ سب کیوں ہو رہا ہے، یہ سمجھنا کچھ زیادہ دشوار نہیں۔ نوآبادیاتی دور میں ملا میشیا کی اصل آبادی (یعنی مالیں کے لوگ) کو کپل کر رکھا گیا۔ ان کے

Wong Chin-Huat

سیاسی پہنچت اندازے لگا رہے ہیں کہ ملا میشیا کے وزیر اعظم نجیب رzac آئندہ عام انتخابات میں کامیابی سے ہم کنار ہوں گے یا نہیں۔ اسلام پسند حکمران کی واضح فیصلہ کرن پوزیشن کو ختم یا کمزور کرنے کے لیے اپوزیشن کی تمام جماعتیں سابق وزیر اعظم مہاتیر محمد کی قیادت میں جمع ہیں۔ ان جماعتوں کو پارلیمان میں ایک ہتھیار تک شنتیں مل سکتی ہیں۔ اب ملا میشیا کی عشروں کے دوران کے انتہائی اہم عام انتخابات سے کچھ ہفتوں کی دوری پر ہے۔ ۹۲ سالہ مہاتیر محمد چاہتے ہیں کہ ان کا سابق سیاسی لے پالک نجیب رzac ایک اور میعاد کے لیے وزیر اعظم نہ بنے۔ جس اپوزیشن کو انہوں نے کسی زمانے میں دبوچ کر کھا تھا اسی کے ساتھ مل کر نجیب رzac کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ مگر خیز مہاتیر محمد کی سابق جماعت یونائیٹед مالیزیا نیشنل آرگانائزیشن کے ساتھ سالہ اقتدار ختم کرنا ایسا آسان بھی نہ ہوگا۔

سیاسی امور پر گہری نظر رکھنے والوں کا اندازہ ہے کہ نجیب رzac ایک بار پھر دو ہتھیار اکثریت سے کامیاب ہو سکتے ہیں، اور یوں و آئین میں تراجمیں کی پوزیشن میں ہوں گے۔ مہاتیر محمد کے پاس پان ملا میشیا اسلامست پارٹی کے اقتدار کو ختم کرنے کے لیے بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ انہوں زیادہ تیزی سے کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے ملا میشیا یونائیٹڈ بجنیس پارٹی کے عنوان سے نئی جماعت کی داغ میل ڈالی ہے۔ اس نئی جماعت کو یونائیٹڈ بجنیس پارٹی کا مقابلہ بنانے کے

باقیہ: آخر بلیو اکانومی ہے کیا؟

سے ۱۰۰ امریگا وٹ بچلی پیدا کرنے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس نیکیتوں کو اپانے سے گرین گروچ کرنی ہو گی اور ماحول کو محفوظ رکھتے ہوئے اس ترقی کے عمل کو آگے بڑھایا جاسکے گا۔ تیل، گیس اور معدنیات

جیسا کہ او پر بیان کیا جا چکا ہے کہ پاکستان کے ساحل، معاشی زون اور کائیٹل شیف کاربکس قدر وسیع ہے اور اس میں بڑے پیمانے پر معدنیات اور ہائیڈروکاربن بھی دستیاب ہوتے ہیں۔

پاکستان کے خصوصی معاشی زون اور کائیٹل شیف میں کس قدر ہائیڈروکاربن موجود ہیں؟ اس حوالے سے کوئی سانسکی حقیقت یا سروے نہیں کیا گیا ہے۔ مکران کی کوشش بیٹھ میں اس حوالے سے ایک سروے چینی کوکوت کے تعاون سے فروری میں کیا گیا تھا، جس کی روپورٹ جینگ میں جاری کی گئی۔ اس روپورٹ میں مکران کی کوشش بیٹھ پر موجود سمندری حیات کے علاوہ دہاں موجود معدنیات اور ہائیڈروکاربن کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔

اس وقت دنیا میں پیغمبر ام مصنوعات کی قیمتیں ایک مرتبہ پھر بلندی کی طرف گامزن ہیں اور اگر عالمی سطح پر خام تیل کی قیمت ۲۰ ڈالرنی پریل سے زیادہ رہتی ہے تو پاکستان میں آف شورڈرنگ کے امکانات معاشی طور پر روزن ہو سکتے ہیں مگر اس کے لیے مکمل ڈیٹا اور سروے کرنا ضروری ہے۔

کاربن کے علاوہ ایک اندازے کے مطابق پاکستان سمندر سے ایک لاکھن سے زائد میگنیٹیم، ۸۱۰۰ ارب ٹن سے زائد تباہا اور نکل کے خاتمہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ساحل کے قریب بھی متعدد معدنیات پائی جاتی ہیں۔

پاکستان میں بلیو اکانومی کے لیے بہت سے موقع موجود ہیں مگر اس کے لیے حکومت اور فیصلہ سازوں کو سمندر کی طرف دیکھنے اور اس کے معاشی فوائد کو پہچاننے کی ضرورت ہے، کیونکہ سمندر پاکستان کی خوشحالی میں بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ (حوالہ: ڈاک نیوز ڈائلی وی، ۲۰۱۸ مارچ ۲۰۱۸ء)

قارئین سے گزارش: جو قارئین اپنا مکان یا دفتر چھوڑ جاتے ہیں، ان کے سابقہ پتے پر روانہ کردہ پرچ و اپک آ جاتا ہے۔ اس طرح اوارہ کے وسائل کا نقشان ہوتا ہے۔ التماس ہے کہ جو قارئین اپنا پتا تبدیل کریں، وہ اپنا میا پتا بدلتا تھیں میں بھیج دیا کریں تاکہ ”معارف فنچر“ کی نئے پتے پر تبدیل ہوتی رہے۔ ادارہ

مطابق کام جاری رکھا تھا، غیر اسلامی شعائر اختیار کیے تھے اور

اسلام سے پہلے کے اطوار اپنائے تھے۔ ہادی او انگ کے نظریات نے ملائیشیا کے معاشرے میں واضح حد فاصل پیدا کی۔ ہر گاؤں میں وو طرح کی مساجد قائم ہوئیں۔ قبرستان بھی تھیں ہوئے اور علماء بھی دو گروپوں میں بٹ گئے۔

ملائیشیا کا ایک بنیادی مسئلہ تارکین وطن کا بھی ہے۔ چین اور بھارت سے لاکھوں افراد نے ترک وطن کر کے ملائیشیا کو اپنا وطن بنایا ہے۔ اب ملائیشیا میں عیسائیوں کی ایک مقامی کمیونٹی بھی ہے۔ نواز دیانتی دور کے بعد ملائیشیا کے مسلمان

لیقین طور پر اس خواہش کے حامل تھے کہ معاشرے میں ان کی اکثریت اپنی مرضی کے مطابق حکومت کی اہل ہو۔ جمہوری نظام میں تکمیر پسندی کا تقاضا ہے کہ تمام شہریوں کو مساوی حقوق میں۔ پی ایس اے کے لیے یہ بڑا چیخ رہا ہے۔ ملائیشیا کے مسلمانوں میں بھی یہ خواہش پروان چڑھتی رہی ہے کہ

پی اے ایس مجموعی طور پر بہت اچھی پوزیشن میں ہے۔ اگر اپوزیشن کا اتحاد ایک تہائی نشیں لینے میں ناکام رہا تو پی اے ایس یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہو گی کہ وہ ملک کے لیے ناگزیر ہے اور معاملات بہتر طور پر چلانے کی الیت رکھتی ہے۔ پی اے ایس کے پاس مسلم نیشن ازم کا اجنبذ ۱۶۳۱ آگے بڑھانے کی بھرپور قوت ظاہر موجود ہے۔

ملائیشیا میں اسلام کا عمل جاری رہے گا یا نہیں، اس کا مدار اس بات پر ہے کہ آئندہ عام انتخابات میں یا میں این او کی کارکردگی کیا رہتی ہے۔ اگر اس نے ایک تہائی نشیں حاصل کرنے میں کامیابی پائی تو بہت کچھ ممکن ہو گا۔ ایسے میں اگر امامت پارٹی بھی پی اے ایس کے ساتھ مل کر چلتی ہے تو اسلام کا رکنی طرف سفر و رکنے میں کسی حد تک کامیاب ضرور حاصل ہو گی۔ بہت سے سیاسی تجزیہ کاری یہ کہہ رہے ہیں کہ مالے نسل کے لوگوں کے ٹرین آؤٹ سے ہٹ کر نسلی اقلیتوں کے علاقوں میں کم ٹرین آؤٹ بھی پی اے ایس کے حق میں جائے گا اور ملک میں پورے نظام کو اسلام کے رنگ میں رنگنے کا عمل تیز رہ جائے گا۔ سیکولر تجزیہ کار اس حوالے سے خدشات کا اظہار کرنے میں باک حسوس نہیں کر رہے۔ ان کا خیال ہے کہ پی اے ایس کی پوزیشن کا مضبوط ہونا ملائیشیا کے مفاد میں نہ ہو گا کیونکہ ایسی صورت میں اسلام کی طرف سفر تیز ہو جائے گا!

(ترجمہ: محمد ابراهیم خان)

”Will Malaysia's Islamization change course?“.
("project-syndicate.org"). March 8, 2018)

پی اے ایس کی زمانے میں ملائیشیا کو خالص اسلامی ریاست میں تبدیل کرنے کی بات کرتی تھی۔ اب ایسا نہیں ہے مگر اب بھی پی اے ایس چاہتی ہے کہ شرعی قوانین پر عمل کی راہ ہموار ہو اور شرعی عدالتوں میں عائی اور بہت سے دوسرے غیر فوجداری معاملات اسلامی قوانین کے مطابق چلا کے جائیں۔ دوسری طرف یا میں این او چاہتی ہے کہ ملک کا نظام قوم پرستانہ ہو یعنی جو لوگ زمین کے اصل باشندے ہیں ان کی مرضی نظام حکومت کی ترتیب و تشكیل میں غالب حیثیت رکھتی ہو۔

مہاتیر محمد واضح طور پر مذہبی تونہیں ہیں مگر انہوں نے ۱۹۸۲ء میں ہادی او انگ کے سب سے زیادہ مضبوط ہم عصر انور ابراہیم کو اپنے ساتھ ملا کر یا میں این او کے اسلام کا رکن ایجذب کے تحت تھوڑا بہت کام کیا۔ اسلامی اعلیٰ تعلیم، اسلامی بینکاری اور چند دیگر معاملات میں انہوں نے اسلام کا رکن کے حوالے سے خدمات انجام دیں۔ پھر یا میں این او منقسم ہو گئی۔ ۱۹۹۸ء میں جب انور ابراہیم نے مہاتیر محمد کو ہٹا کر اقتدار میں آنے کی کوشش کی تو مہاتیر محمد نے انہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد پی اے ایس نے انور ابراہیم کے بہت سے وفاداروں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ یوں پی اے ایس نے ملائیشیا میں اپنے مضبوط گڑھ

نینتن یا ہوا قدر کے دن گئے جا چکے!

Jonathan Cook

کے آگاہ ہونے کا امکان کافی زیادہ ہے، اس معاملے کے بارے میں کبھی نینتن یا ہو سے جلد پوچھا جائے گا۔ ان تمام معاملات کی روپورٹ کرنے والے ”مین کیسپٹ“ کا کہنا تھا کہ نینتن یا ہو کے خلاف ٹیلی کام تحقیقات میں فلمبر کے پولیس سے تعاون کے بعد نہ بند ہونے والا پڑھ رہا بس کھل گیا ہے۔ ان تحقیقات سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ نینتن یا ہوا قدر اکو برقرار رکھنے کے لیے ذراائع ابلاغ کو اپنے حق میں رکھنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ سابق وزیر اعظم کے سابق مشیر کا کہنا تھا کہ ”۲۰۱۵ء“ کے عام انتخابات کے بعد خلوط حکومت میں معاهدے کے تحت نینتن یا ہو نے وزارت اطلاعات اپنے پاس رکھی، مین یا ہو نے اپنے حکومتی اتحادیوں پر بھی زور دیا ہے کہ وزارت اطلاعات کے حوالے سے ان کے تمام فصلی منظور کیے جائیں، یقینی طور پر نینتن یا ہوا سرائیلی ذراائع ابلاغ اور اپنے عوامی تاثر پر مکمل گرفت رکھنا چاہتے تھے، اس کے ساتھ وہ بڑے اخبارات اور ویب گاہوں کے ماکان کے ساتھ بھی خفیہ معاهدے کرنا چاہتے تھے۔ نینتن یا ہو دو بڑے کمرشل برادر اس سڑک بوجی سخت قانونی کارروائی کی دھمکی دے پچکے ہیں، اس کے ساتھ ہی نینتن یا ہو نے قبل فوجی ریڈ یو پر بھی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس ریڈ یو کی کوئی کوئی کوئی محکومت کی مداخلت میں اضافہ کر دیا تھا۔ ایک سینئر صحافی نے بتایا کہ ”کس طرح نینتن یا ہو کے حق میں کوئی کوئی کوئی میڈیا میں مداخلت کا الزام مضبوط ہوتا ہے۔“

گزشتہ ہفتے خبر دی گئی کہ بیرونی کے مالک کی ریکارڈنگ ایک ویب گاہ کے سربراہ نے پولیس کے حوالے کی۔ نینتن یا ہو مبینہ طور پر اس ویب گاہ کے مدیر کو رپورٹ شائع کرنے پر برطرف کر دانا چاہتے تھے۔ یہ رپورٹ ڈالنے آبدوز کے حوالے سے تھی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تحقیقات کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے۔ سینئر صحافی کا کہنا ہے کہ مقدمات کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ہی نینتن یا ہو پر ہوئی دباؤ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ نینتن یا ہواب تک اقتدار برقرار رکھنے میں کامیاب ہے، کیونکہ ان کا ہم ساتھی ان کے خلاف کوئی ثبوت دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ گزشتہ ہفتے کیے گئے ایک سروے کے مطابق نینتن یا ہو کی جماعت پاریمنی انتخابات میں سب سے زیادہ نشیش حاصل کر سکتی ہے، نینتن یا ہو نے الزام عائد کیا ہے کہ پولیس ان کو نشانہ بنارہی ہے۔ گزشتہ ہفتے قائمہ کیتی داخلہ کے اچالاں میں لکود پارٹی کے ارکان نے پولیس کا نذر رونی الشیخ پر بھر پور تملک کرنے کی پوری کوشش کی۔ قانون سازوں نے رونی پر وزیر اعظم کے خلاف سیاسی بغاوت کی حوصلہ فراہم کرنے کا الزام لگایا۔

بہر حال اسرائیلی چیف لا آفیسر مینڈل بلیٹ (اٹارنی جزل) کی مظہوری کے بعد ہی نینتن یا ہو کے خلاف کوئی مقدمہ

چلایا جاسکتا ہے، مینڈل بلیٹ کو نینتن یا ہو نے عہدہ دیا ہے، اس لیے یہ موقع کی جارہی ہے کہ وہ نینتن یا ہو کے خلاف قانونی عمل کو آہستہ رکھیں گے، مخصوص شرائط پر اماری جزل بنائے جانے کے تاثر کے بعد مینڈل بلیٹ بھی بڑھتی ہوئی تحقیقات کی روشنی میں ہیں۔ یارون کا کہنا ہے کہ موجودہ حالات میں مینڈل بلیٹ کے پاس تحقیقات کو ملتوي کرنے کا اختیار نہیں رہ گیا۔ فلور اہم گواہ ہیں، نینتن یا ہو پر اذامات ثابت کرنے کے لیے جس کی پولیس کو ضرورت تھی۔

نینتن یا ہو کے لیے پیش ہونا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا

ہے کہ یہ سوال اب زیادہ درج نہیں کیا جاتا ہے، نینتن یا ہو کو وزیر اعظم کا

عہدہ چھوڑنے کے لیے مجبور کیا جائے گا؟ اور ایسا کب ہو گا؟

اسرائیلی ذراائع ابلاغ کی رپورٹ کے مطابق نینتن یا ہو کی جماعت

کے علی عہدیدار انجمنیں مردہ لٹھ کر بکار نے گے ہیں۔

نینتن یا ہو کو سب سے بڑا دھپکا ان کے فادار اندر ورنی حلقة کی جانب سے لگا ہے۔ سابقہ بیور و چیف شلوموفلر نے نینتن یا ہو کے خلاف گواہی دینے پر آمادگی ظاہر کر دی، جس سے بدھمی دیگران پہنچانے والے میدیا کے مصوبوں کو روکیں۔ پولیس کو نینتن ہے کہ بدالے میں وزیر اعظم کو ”والا“ (بڑی نیوز ویب گاہ) پر ان کے حق میں کوئی کوئی پیشکش کی گئی، اس کے علاوہ ایک اور کیس میں بھی پولیس نینتن یا ہو پر رشوت لینے کا مقدمہ چلانے کی سفارش کرچکی ہے۔ اس مقدمے کے حوالے سے ایک آڈیو ٹینپ موجود ہے، جس میں نینتن یا ہو کو جائیں گے۔ نے اذامات کے مطابق وزیر اعظم نے ٹیلی کام کی بڑی کمپنی ”پیرق“، کو قواعد سے استثنی قرار دیا، جس کے بدالے انہوں نے کمپنی کی بیوی یونیورسٹی کے سیاسی سائنسدان یارون کا کہنا ہے کہ ”فلمر“ کے گواہی دینے کا معاهدہ کرنے کا مطلب ہے کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے نینتن یا ہو کے دن گئے جا چکے، وہ زیادہ دیر اقتدار پر گرفت نہیں رکھ سکیں گے، انہوں نے ابجریہ کو بتایا کہ نینتن یا ہو کا خاتمه بہت قریب ہے، یا تو انہیں استغفاری دینا پڑے گا یا پھر انہیں حکومتی اتحاد اور ان کی جماعت کی جانب سے ہٹا دیا جائے گا۔ نینتن یا ہو کے اختیارات محدود ہو گئے ہیں، اور ان کو بچانے والے لوگوں کو اب ان کی فکر نہیں ہے۔ گزشتہ ماہ کے آغاز میں پولیس کی جانب سے نینتن یا ہو کو رشوت کے مزید دو مقدمات میں نامزد کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ ان پر کاروباری افراد سے مبنی تباہ کیا جائے گا۔ نینتن یا ہو کے خلاف جاری ہیں، اس معاملے میں وزیر اعظم برادر است ملوث نہیں ہیں۔

نینتن یا ہو کے ساتھیوں پر جرمی سے ارب ڈالر کی ڈالن آبدوز کے سودے میں رشوت خوری کا الزام ہے، یا آبدوز جوہری حملے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یارون کا کہنا ہے کہ قومی سلامتی کے پیش نظر آبدوز خریداری میں رشوت خوری کے حوالے سے نینتن یا ہو کا تنظیم کے حوالے سے دھوکا دینے کے الزام کا سامنا ہے۔

بھارت کو چین سے تعلقات بہتر بنانے کی جلدی

کچھ ہی دنوں میں دنوں کے رشتے بگڑنے لگے۔

اب ایک بار پھر بھارت بات چیت اور اشتراک کی طرف مائل ہے لیکن گزرے ہوئے برس قظل، ٹکراؤ، کشیدگی اور انانتیت کی نذر ہو گئے۔

بھارت کے گذشتہ چار برس سے پاکستان سے بھی تعلقات انہائی کشیدہ رہے۔ پنجاب اور بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں شدت پسندوں کے کئی حملوں کے بعد مودی حکومت نے بات چیت کے سارے راستے بند کر دیے۔

پچھلے دو برس میں کشمیر میں شدت پسند سرگرمیاں کافی بڑھ گئی ہیں۔ پولیس اور فوجی کیپوں پر کئی حملے ہوئے۔ کشنروں لائن گولڈ باری سے گنجی رہی۔ دونوں ممالک کے درمیان سارے رابطے ٹوٹے رہے۔ شدت پسند سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں آئی لیکن اچا ملک حکومت کے موقف میں زرنی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ بھارت نے حال ہی میں پاکستان کو انسانی نہیں دوں پر بزرگ اور خاتون تیڈیوں کے تباڈے کی تجویز دی، جسے پاکستان نے قبول کر لیا۔

بھارت نے ایک طویل عرصے کے بعد پاکستان کے ایک وزیر کوڈبی میں ہونے والی ایک بین الاقوامی میٹنگ میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ ولڈٹریڈ آرگنائزیشن کی یہ میٹنگ اگلے بھتے ہو رہی ہے اور اس میں پاکستان کے وزیر تجارت کی شرکت متوقع ہے۔

یہ جمود ٹوٹنے کا پہلا اشارہ ہو گا، لیکن یہ اس بات کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ مذاکرات کا کوئی تباڈل نہیں ہے۔

مودی حکومت نے چین اور پاکستان کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے سلسلے میں بہترین ابتدا کی تھی لیکن وہ اسے جاری نہ رکھ سکی۔ باہمی تعلقات کے نقطہ نظر سے مودی حکومت کے گزرے ہوئے چار برس ضائع گئے۔

ٹکراؤ اور شدت پسندی کا مقابلہ مذاکرات کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور شاید یادہ موثر طریقے سے ہو سکتا ہے۔

چین اور پاکستان سے بہتر اور پرپامن تعلقات صرف ان ممالک کے لیے ہی نہیں بلکہ امن کے لیے بھی انہائی ضروری ہیں کیونکہ تعلقات میں بہتری صرف بات چیت سے آتی ہے۔

کھلیل اختر

بھارت میں تینی پناہ گزین اس میئینے کے اوخر اور اپریل میں اپنے روحانی پیشوادائی لاما کی جلاوطنی کی ۲۰ ویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ انھوں نے دھرم شالہ اور دلی میں کئی پروگراموں کا انتظام کیا ہے۔

بھارت کی حکومت کا شکر یادا کرنے کے لیے دہلی میں ایک خصوصی پروگرام رکھا گیا تھا لیکن حکومت نے اچانک یہ پروگرام منسوخ کر دیا۔ چند دن پہلے مرکزی حکومت نے میسٹر اہلکاروں، وزرا اور رہنماؤں کو لکھا تھا کہ چین سے باہمی تعلقات کا یہ بہت ہی حساس وقت ہے، اس لیے وہ تینی پناہ گزینوں اور دلائی لاما کے پروگرام میں شرکت سے گریز کریں۔

بھارت کی وزارت خارجہ نے گذشتہ روز ایک بیان چاری کیا، جس میں کہا گیا ہے کہ بھارت چین سے اپنے تعلقات بہتر کرنے کا خواہاں ہے۔

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب بھارت کی حکومت نے چین کی مخالفت اور ناراضی کے باوجود ارونا چل پر دلیش میں دلائی لاما کے دورے کا احتمام کیا تھا۔ گذشتہ برس بھوٹان چین سرحد کے نزدیک ڈوکلام کے علاقے میں دونوں ممالک کے درمیان ایک بڑا کراوہ ہوتے ہوئے رہ گیا تھا۔

کئی میئینے تک ایک دوسرے کے مقابلہ کھڑے ہونے کے بعد ڈوکلام میں چین نے اب بڑی تعداد میں فوجی تینیت کر دیے ہیں اور وہاں میٹنک اور دوسرے جنگی ساز و سامان مستقل طور پر مامور کر دیے ہیں۔

بھارت نے چین کے محاذ پر گذشتہ سالوں میں اپنی عسکری پوزیشن کافی مضبوط کی ہے۔ سرحدی علاقوں میں سڑکیں اور موصلات کا نظام بہتر ہوا ہے۔ بڑے پیمانے پر فوج کی جدید کاری کی گئی ہے۔ بھارت اور چین کی سرحدوں پر تعینات کی کوشتم کرنے کے لیے ہزاروں فوجی بھرتی کیے گئے ہیں۔

مودی حکومت کے مفکروں اور سلامتی سے متعلق پالیسی سازوں نے چین کے ساتھ مروم رو یور کھنکی بر سوں کی پالیسی کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کی جگہ ایک قدرے جارحانہ اور سخت موقف اختیار کیا گیا۔ فوجی جرنیلوں نے پاکستان کے ساتھ ساتھ چین کا محاذ بھی کھونے کی باتیں شروع کر دیں۔

ہارٹوکے تجویز گار کے مطابق ”روپنی حملہ اصل میں اثار نہیں میئنڈل کے لیے ایک انتباہ ہے، کہ نہیں یا ہو کے خلاف مقدمہ چلانے کی اجازت دینے کا کیا اجماع ہو سکتا ہے، لیکن نے اسکی میئنڈل سے خود متاثر ہونے کے بعد اثار نہیں جز لپر فیصلہ کرنے کے لیے شدید دباؤ ہے“۔ یہ نیا اسکی میئنڈل چند دن قبل ہی سامنے آیا ہے، جس کے مطابق ۱۵-۲۰ میں نہیں یا ہو کے سابق مشیر میثیر بھیٹھ نے سابق نج ہیلائوسارا کو نہیں یا ہو کے خلاف قانونی کارروائی ختم کرنے کے عوض اثار نہیں جز لپر کے عبدے کی پیچیش کی۔

اس اسکی میئنڈل کے بعد سے میئنڈل مشکلات میں گھر گئے ہیں۔ یہ باقی خدشات پیدا کرتی ہیں کہ نہیں یا ہو کی کی تقریبی کرانے میں کتنے با اثر ہیں اور کیا اثار نہیں جز لپر میئنڈل سے بھی کوئی سمجھوتہ ہوا ہے، کیا ہیلائکی طرح میئنڈل کو بھی پیچیش کی گئی اور جس کو انہوں نے قول کر لیا۔ اسرائیلی ذرائع ابلاغ میں سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا میئنڈل سے تحقیق کی جانی چاہیے؟ اور کیا اس صورت میں میئنڈل کی تحقیقات کو مسترد کر دینا چاہیے؟

بہر حال نہیں یا ہوئے ایک بیان میں Haaretz کے حوالے سے رپوٹ کو مسترد کر دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ”میرے مشیر نے بھی اس طرح کی کوئی پیچیش نہیں کی“، ایہود باراک کے سابق مشیر الفر کا کہنا ہے کہ ”نہیں یا ہو کے پاس کوئی راستہ نہیں بچا ہے،“

سوائے اس کے کہ وہ عوامی زندگی میں یہ تاشریفیں کہ نہیں کوئی فرق نہیں پڑتا“۔ لیکن پس منظر میں نہیں یا ہو کے لیے تمام راستے بند ہو رہے ہیں۔ نہیں یا ہو کی اپنے پیش رو ایہود باراک کی طرح استغفاری دے سکتے ہیں؛ تاکہ ان مقدمات کے دفاع پر توجہ دی جاسکے۔ وہ اپنے اتعفے کے بد لے جیل نہ بھینجی کی ضمانت حاصل کرنے کی امید کر سکتے ہیں، یا پھر وہ اپنی مقبویت کے پیش نظر نے انتخابات کا اعلان کر سکتے ہیں۔ یہ آخری راستہ خطرناک ہو گا۔ اگر مقدمہ قانونی طور پر مضبوط ہے تو اس سے نہیں یا ہو کے معاملات پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مقدمہ ظاہر مضبوط نظر آتا ہے اور اس میں مزید انکشافات کا امکان بھی ہے۔ اسرائیلی پارلیمنٹ کے فلسطین رکن جمال ذکر کا کہنا ہے کہ ”نہیں یا ہو کے خلاف مالی بے ضابطیوں پر مقدمہ امریکی کیکسپر الکپون کویکس چوری پر سزا دینے جیسا ہے، نہیں یا ہو انسانیت کے خلاف جرائم کے مرتكب ہوئے ہیں۔ ان کی زیر گفرانی بے شمار فلسطینیوں کو قتل کر دیا گیا، نہیں یا ہو کے خلاف ان جرائم کا مقدمہ چلتا چاہیے، نہ کہ ممکن شراب اور سگریٹ کی طلب پر مقدمہ چلتا چاہیے۔

(ترجمہ: سید طاولت اختر)

"Israeli PM Netanyahu 'cannot cling to power much longer'".

("aljazeera.com". Feb.25, 2018)

(حوالہ: ”بی بی سی اردو ڈاٹ کام“ - ۱۵ مارچ ۲۰۱۸ء)

علمی طاقتوں کے مابین تصادم

نہیں ہو سکے گا۔ اگرچہ اس کے بعد سے بھیرہ بالک میں نیٹو نے اپنی موجودگی میں اضافہ کیا ہے، لیکن بھر بھی ریڈ کار پوریشن کی روپورث کے مطابق روئی فوج جگ شروع ہونے کے ۲۰ گھنٹوں بعد لٹویا اور ایشونیا کے دارالحکومتوں میں جگ لڑ رہی ہوگی۔

اور اگر ایسا ہوتا ہے تو نیٹو ممالک کی سیاسی قیادت کے پاس ان حالات سے منٹھن کے لیے تین بدترین ممکن صورتیں یہ ہوں گی: بھر پور جوابی حملہ کیا جائے، جس سے تصادم مزید بڑھے گا، دوسری صورت روئی تنبیبات پر حملہ کی دھمکی جو جنگ کے شلے کو ہوادیئے کا کام کرے گی اور تیسرا صورت یہ ہو گی یورپ ہار مان لے، اور شکست کے خطرناک متاثر کا سامنا کرے۔ داخلی طور پر بہلی اور دوسری صورت کے لیے حمایت نہ ہونے کے برابر ہو گی۔ پیور یورپی سینٹر کے سروے کے مطابق جرمی اور برطانیہ کے عوام نیٹو ممالک کے مشترک دفاع کے خلاف ہیں۔ اور صدر پوٹن اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یورپ کے مقابلے میں ان کو کم خطرات کا سامنا ہے۔

نیٹو ممالک کو براہ راست تو شاید مشترکہ دفاع کے لیے نہ آنا پڑے، لیکن صدر پوٹن نے جارجیا، یوکرائن اور شام میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ انھیں جب بھی موقع ملے گا، یا ان کو لگے گا کہ حالات ان کی حمایت میں ہیں تو ان موقعوں سے بھر پور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اگر تیل کی قیمتیں اسی طرح کم رہتی ہیں اور معیشت بھی کمزور رہی تو صدر ٹرمپ کے لیے اپنے دوسرے دور صدارت میں نیٹو کی حمایت کرنے والے جنریلوں کو فارغ کرنا نہایت آسان ہو گا۔ کیوں کہ اس وقت کانگریس میں بھی ری بیکن کی اکثریت ہو گی۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ”تحوی ڈانڈر“ کے نظریہ ”ٹریپ“ سے دیکھا جائے تو امریکا اور چین میں جنگ ناگزیر ہے۔ تھوی ڈانڈر یونان کے ایک عظیم مورخ گزرے ہیں، جنھوں نے تھیوری پیش کی تھی کہ ایک ابھرتی ہوئی طاقت، ایک مختتم طاقت کے لیے ہمیشہ خطرے کی علامت ہوتی ہے۔ اس لیے وہ ابھرتی ہوئی طاقت سے عاجز آ کر اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ گراہم نے اپنی مشہور کتاب میں اس نظریہ کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نظریہ سے اگر حالات پر نظر ڈالی جائے تو آنے والی دہائی میں چین اور امریکا میں جنگ کے امکانات میں یقیناً اضافہ ہو گا۔

گراہم نے اس ممکنہ جنگ کے بارے میں پیش گوئی

اور دنیا بھر میں اپنے ملک کے لیے عزت و احترام کے ازرسنو حصول کے بیانیں کو بھر پور ہشہ دی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کے راہنماؤں نے داخلی سیاست سے بھی بھر پور فوائد حاصل کیے ہیں۔ ان دونوں ممالک میں جو قدر مشترک نہیں وہ یہ کہ روس موقع پرست قیادت کی موجودگی میں سماجی اور معاشری اعتبار سے زوال پذیر طاقت ہے۔ جب کہ دوسری طرف چین ہے جو کہ بلاشبہ ایک ابھرتی ہوئی طاقت ہے اور آج کل وقت کا بہا بھی اس کے ساتھ ہے۔ چین اپنے آپ کو امریکا سے بر تنیں تو برابر ضرور سمجھتا ہے۔

اس روپورث میں کو ریائی جزیرے پر جنگ کے خطرے (جس کی شدت آج کل زیادہ ہے) پنور کرنے کے بجائے ان نکات پر غور کیا گیا ہے، جو مستقبل میں علمی طاقتوں کے درمیان تصادم کی وجہ بن سکتے ہیں۔ ایران کو ایٹھی طاقت بننے سے روکنے کے لیے کسی بھی قسم کی جنگ کا امکان آج کل کچھ زیادہ ہے اور شاید آنے والے چند سالوں میں بھی اسی طرح قائم رہے۔ ہو سکتا ہے یہ جنگ تباہ کن ہو، لیکن اس کے نقصانات کی حیثیت اس تباہ کاری کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو کہ روس یا چین اور مغرب کے درمیان ممکن تصادم کے نتیجے میں ہو گی، اگرچہ یہ تصادم ایٹھی تصادم کی سطح تک نہ بھی پہنچے۔

علمی طاقتوں کے درمیان تصادم کے خطرات میں سرد جنگ کے بعد بہلی دفعہ اتنا ضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی ایک مثال ہے۔ اگر چہ روئی فوج کا امریکی فوج سے کوئی مقابلہ نہیں لیکن روسی فوج کو جدید کرنے کے عمل سے گزارا جا رہا ہے، اور وہ مستقل بڑے پیانے پر جنگی مشقیں کر رہی ہے۔ اور وہ نیٹو کے خلاف مختصر نوٹس پر جنگ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ روسی فوج کے طیارے اکثر یورپی ائر ڈیفنس سسٹم، بحر اسود اور بحیرہ بالک میں موجود نیٹو کے جنگی جہازوں کی جاسوئی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح کے عمل سے کسی بھی قسم کی حالتی جنگ کا خطرہ برقرار ہتا ہے۔

رینڈ کارپوریشن کی سال ۲۰۱۵ء میں جاری ہونے والی ایک روپورث کے مطابق ”یورپ پر روئی حملہ کی صورت میں نیٹو تھارڈ روئس سے ملحقة علاقوں کا دفاع کرنے میں کامیاب کومنوایا ہے۔ دونوں ممالک کے راہنماؤں نے قومی طاقت

مختی میں ہونے والے تصادم کو سامنے رکھ کر کی ہے، لیکن امریکا اور چین کی جگہ کے بارے میں ان کا تجزیہ شاید حقیقت سے میل نہیں کھاتا۔ اگرچہ امریکا اور برطانیہ کی طرح امریکا اور چین کا کوئی مشترکہ عالمی ایجاد نہیں، لیکن پھر بھی امریکی صدور نے بھی چین کو محدود رکھنے کی کوشش نہیں کی (سوائے موجودہ صدر کے) بلکہ امریکی صدور نے یہ شیخ چین کو اس بات کی طرف لانے کی کوشش کی ہے کہ وہ عالمی منظر نامے میں اپنا ثابت کردار ادا کرے۔ گراہم نے اپنی کتاب میں جنگوں کا تذکرہ کیا ہے اس میں ایسی اسلئے کے عصر کو سامنے نہیں رکھا گیا، جو کہ اپنے تمام ترقیات کے باوجود موجودہ دور میں عالمی طاقتون کو جگہ سے روکے رکھنے کی بڑی وجہ بھی ہے۔

تصادم ناممکن ہو، بلکہ اب تو چین کے ساتھ جگ کے امکانات بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ چین نے حال ہی میں غربی مکاروں میں امریکی بھرپورے کی موجودگی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، خاص طور پر امریکا کے ساتھیوں بھرپورے نے بھیرہ جنوہ چین میں ”فریم آف نیوی گیٹس“ کے نام سے جو آپریشن کیے ہیں ان پر چین نے غصہ کا اظہار بھی کیا۔ امریکا کی جانب سے ان کا رواجیوں کا مقصد چین کو اس بات کا احساس دلانا تھا کہ وہ بھیرہ جنوہ چین پر نہ ہی کسی قسم کے چینی دعویٰ کو قبول کرتا ہے اور نہ ہی ایسی کسی سرگرمی کو قبول کرے گا جس سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے قومی مفادات کو نقصان پہنچنے کا خطہ ہو۔

دوسری طرف چین اپنی بھرپوری فوج کو طویل فاصلے تک

نشانہ بنانے والے میراں اور جدید ترین آبدوزوں سے لیں کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اور اس منصوبے کے پیش نظر پہلے تو امریکا کو ”first island chain“ سے دور رکھنا اور پھر ”second island chain“ میں اس کی نقل حرکت کو ناممکن بنادینا ہے۔ اور ایسا کرنا شاید فوراً تو ممکن نہ ہو لیکن چین اس منصوبہ بندی پر کافی پیش رفت کر چکا ہے۔

روایتی حریف اور ایک دوسرے کے ساتھ مدقابل طاقتون کے درمیان کسی بھی قسم کے غلط اندازے اور غلط فہمیاں کسی بڑے بحران کو جنم دینے کا باعث نہیں گی، جس کے نتیجے میں معاملات قابو سے باہر ہونے کا ندیشہ ہے۔

(ترجمہ: حافظ محمد نوید نون)

"The odds on a conflict between the great powers". ("The Economist". Jan.25, 2018)

آپ کی توجہ مطلوب ہے!

اب ۱۹۹۶ء کی طرح امریکا کے لیے یہ ممکن نہ ہو گا کہ وہ تائیوان کے عالمی و معماشی طاقت چین کی طرف موڑنے میں عافیت سمجھ رہے ہیں۔

آپ کی توجہ مطلوب ہے کہ جب آپ کا پتا تبدیل ہو جائے تو براہ کرم ہمیں اس کی تحریری اطلاع میں نیا پتا بلا تاخیر چھیج دیا کریں۔ تاکہ پچھلے پتے پر جا کر پرچھ ضائع نہ ہو۔ اگر ہمارا لکھا ہوا پتا ادھورا یا غلط نظر آئے تو چھیج میں ہماری مدفرما میں۔

آپ کی صاحب کو ”معارف فہریج“ ان کی خواہش کے بغیر جاری ہو گیا ہو یا اب اسے لینا پسند نہ ہو تو گزارش ہے کہ براہ کرم ہمیں اس کی اطلاع دینے کی رحمت ضرور کریں تاکہ پرچھ کی تریل بند کی جاسکے۔

آپ کی توجہ مطلوب ہے کہ ”معارف فہریج“ جاری ہو جانے کے بعد اخود بند نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ میں سے کسی صاحب/صاحبہ کو پرچھ بذریعہ ڈاک ایک بار بھی ملا ہو تو انہیں سمجھنا چاہیے کہ بعد میں بھی ان شاء اللہ ملتار ہے گا، تا آنکہ وہ خود منع کر دیں۔ اگر پرچھ ملتا رک گیا ہو تو اس کا سبب ترسیل کا بند ہو نہیں، کچھ اور ہو سکتا ہے۔ مثلاً ڈاک والوں کی مہربانی یا پتا تبدیل ہو جانا۔ لہذا ”معارف فہریج“ بذریعہ ڈاک وصول کرنے والے اصحاب سے یہ گزارش بھی ہے کہ اس کے بند ہونے کی فوری تحریری اطلاع میں اپنے پورے نام اور مکمل درست پتے کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں۔۔۔ آپ کے تھاون دعاویں، مشوروں اور تصریحوں کے لیے منون ہوں گے۔ (مدیر)

اس کے علاوہ دفاعی تھنک ٹینک RUSI سے تعلق رکھنے والی Eyal Jonathan کہتی ہیں کہ چین میں آبادی کے عوال نے سماجی روپوں کو تبدیل کیا ہے۔ آنے والے سالوں میں امریکا سے تصادم کے پیاوے کی حمایت میں کمی ہو گی، اگرچہ حکومتی ذرائع ابلاغ قوم پرستی پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ باقی ترقی یافتہ ممالک کی طرح چین میں بھی شرح پیدائش بہت کم ہے، اور معاشرے میں تشدید کا عنصر بھی تیزی سے کم ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ایک بڑا متوسط طبقہ ہے جس کی نظر میں جدید طریق سماڑت فون اور نئے ماؤل کی کارکا حصوں ہی کامیابی کی تعریف ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں اپنی اکلینی اولاد کو بہت ناز برداری سے پالا جاتا ہو (ایک بچے کی پالیسی کی وجہ سے) وہاں اس بات کا تقوی امکان ہے کہ والدین اپنے بچوں کو مجاہ جگہ سے بچائے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

حتیٰ کے روں جہاں پوٹن روں کے عالمی کردار کی تجدید کے لیے کوشش ہیں، وہ بھی جہاں تک ممکن ہو جانی نقصان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں روں کی تباہی میں افغان جگہ سے بہت بڑی تعداد میں فوجی تابوتون کی واپسی نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ بیکی وجہ ہے کہ انہوں نے یوکرائن کی میم کشی کے دوران بھی سرکاری فوجیوں کے جانی نقصان سے بچنے کے لیے بھرپور کوشش کی۔ اور شام میں بھی وہ جہاں تک ممکن ہو جئی فوجی کشٹکیڑز کو استعمال کر رہے ہیں۔

مغرب کے چین کے مقابلے میں روں سے تصادم کے امکانات زیادہ ہیں۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ چین کے ساتھ

نوفٹ:- زریعنوان اور عطایات کے چیک/ڈرافٹ وغیرہ پر

Islamic Research Academy Karachi

لکھیے/لکھوایئے۔ براہ کرم کراچی سے باہر کے ہیں کا چیک نہ ہیجئے۔ خاص رقم ہیں کا چار جز کے نام سے کٹ جاتی ہے۔ خط و کتابت اور ترسیلی زر کے لیے یہاں اپتا ہے:

D-35, Block-5, F.B. Area, Karachi - 75950, Tel: (92-21) 36809201, 36349840

کی خلاف ورزیوں کو سامنے لانا بھی شامل ہے۔ مثال کے طور پر رابعہ العدویہ کے دھرنے کے دوران خواتین نے Women Against The Coup(WAC) نامی تحریک کا آغاز کیا۔ یہ

۲۰۱۳ء کی فوجی بغاوت کے بعد قائم ہونے والی خواتین کی مزاحمتی تحریکوں میں سب سے پہلی اور ملک بھر میں سب سے زیادہ متحرک تنظیم ہے۔ یہ خواتین مظاہروں میں حصہ لیتی ہیں، مظاہرین کے خلاف حکومتی جاریت کے حوالے سے ذرائع ابلاغ پر بات کرتی ہیں اور Human Rights Watch جیسے اداروں کو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں آگاہ کرتی ہیں۔ یہ دونوں ملک مقیم اس تنظیم کی ترجمان اسما شور خواتین کے خلاف سیاسی حکومت کی جانب سے کی گئی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے قومی و بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں آواز اٹھاتی ہیں۔ ریاست کے خلاف اخوان کی خواتین کے پڑھتے ہوئے تحریک نے انہیں اُس وقت ریاستی تشدد کا نشانہ بنا یا، جب ۱۹ جولائی ۲۰۱۳ء کو سکیورٹی فورسز نے حکومت خلاف مظاہرے میں شریک ۳ خواتین کو شہید کر دیا۔

اخوان کی خواتین کا کارکنان نومبر ۲۰۱۳ء سے ہی خواتین کے خلاف تشدد کے حوالے سے معلومات و تھاکری جمع کر رہی ہیں۔ مزید یہ کہ انہوں نے حزب اختلاف میں اپنا اثر برھانے کے لیے باسیں باز کی نمایاں تنظیموں سے بھی تھاکری کیا ہے، جن میں ”حشام مبارک لا عسیٹر“ بھی شامل ہے۔ جو ان خواتین کو بین الاقوامی انسانی حقوق کے حوالے سے تربیت دیتا ہے۔

اخوان کی خواتین بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں ”بیومن رائٹس مانیزٹر“ اور ”انسانیتی“ سے بھی رابطے میں ہیں۔ مصر سے باہر ان خواتین کا کام حزب اختلاف کے خلاف ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روپورٹ عالمی برادری تک پہنچانا ہوتا ہے، ان روپوٹوں میں موجود معلومات و خواتین فراہم کرتی ہیں جو ابھی بھی مصر میں موجود ہیں۔

۲۰۱۳ء سے اخوان کے خلاف آنے والے رد عمل نے اخوان کو تنقیبی اور نظریاتی طور پر دھصول میں تقسیم کر دیا ہے، ایک طرف اخوان کی معمر قیادت ہے اور دوسرا طرف نوجوان انتقلابی کا کرکن۔ یہ تقسیم ۲۰۱۳ء میں اُس وقت مزید گہری ہو گئی جب حکومت کی طرف سے اخوان کو درہشت گرد تنظیم قرار دے دیا گیا۔ نوجوان ریاست سے مقابلہ کرنے کا روئی رکھتے ہیں جبکہ بزرگ قیادت ریاست سے صلح صفائی اور تصفیے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ تاہم خواتین کا کارکنان کی اکثریت قیادت کے ساتھ کھڑی ہے یا پھر غیر جانبدار ہے۔

اخوان المسلمون: سرگرم خواتین ارکان

Anwar Mhajne

بجہ سے اُس وقت خواتین کے ریاستی جبرا ناشانہ بننے کے بہت کم واقعات سامنے آئے خواتین کا کارکنان کے محدود کردار کی

ایک جگہ اخوان کی مرد قیادت کی جانب سے عائد پاندیاں بھی تھیں، وہ نہیں چاہتے تھے کہ خواتین ریاستی تشدد کا نشانہ بننے۔

حسنی مبارک کی حکومت نے دیگر چالیس آزمکار خواتین کو جیلوں میں قید کرنے سے اجتناب کیا۔ مثال کے طور پر ۲۰۰۰ء کے انتخابات میں جب اسکندر یہی ایک سینئر خاتون کا رکن نے

حکمران جماعت کے امیدوار کے خلاف حصہ لیا تو ریاست نے ان پر دباؤڈالنے کے لیے ان کے شوہر (جو خود بھی اخوان کے کارکن تھے) کو گرفتار کر لیا۔ سکیورٹی افسران نے انتخابات سے دستبردار ہونے کے بدلتے ان کے شوہر کی رہائی کی پیچکش کی۔

فروری ۲۰۱۱ء سے جون ۲۰۱۳ء تک کے عرصے میں سیاسی فضاسازگار ہونے کی وجہ سے اخوان کے تنقیبی ڈھانچے میں اور عوامی سطح پر خواتین کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔

اخوان کی خواتین نے مصر بھر میں پھیلے فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کے دفاتر میں خواتین کو سیاسی آگاہی دی اور مذہبی ریلمیشن کمیٹیوں میں کام کیا۔ یہ خواتین اب اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہونے لگی تھیں۔ میٹنگ ۲۰۱۳ء کے صدارتی انتخابات میں عمیمہ کامل کو اس اسیبلی کا رکن بنایا گیا۔ جس کے پاس آئین سازی کی ذمہ داری تھی، وہ صدر محمد مریم کی معاون بھی رہیں۔ اس کے علاوہ دینہ ذکر یا کو فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کا ترجمان مقرر کیا گیا۔ ۲۰۱۴ء کے بعد سے اخوان نے خواتین کو علاقائی کمیٹیوں کی سربراہی کی بھی اجازت دے دی، یہ کمیٹیاں براہ راست شوری کے ساتھ رابطہ میں ہوتی ہیں۔ ماضی میں اس طرح کے عہدے صرف مردوں کے پاس ہوتے تھے۔

تاہم خواتین اب بھی اخوان یا فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی میں کوئی بڑا عہدہ نہیں رکھتیں۔ صباح الشاکری، جو پارٹی سکریٹریٹ کی رکن بھی ہیں، نے ۲۰۱۲ء میں پارٹی چیئرمین کے انتخابات میں حصہ لینا چاہا، لیکن اس کے لیے درکار ستخطبوں کی مقررہ تعداد کے حصول میں ناکام رہیں۔ فوجی بغاوت کے بعد حکومت اور تحریک کے خلاف صدر عبدالغفار اسیتی کے خونی کریک ڈاؤن کی وجہ سے کئی خواتین کا کارکنان نے سیاسی طور پر فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کی بجائے آزاد حیثیت میں کام کرنا شروع کر دیا۔

مصر میں جولائی ۲۰۱۳ء میں ہونے والی فوجی بغاوت کے بعد سے اب تک اخوان المسلمون کی قیادت سمیت ۵۰

ہزار سے زائد کارکنان کو جیلوں میں قید کر دیا گیا ہے۔ اس صورت حال سے پیدا ہونے والے خواتین کا کارکنان کو محروم کیا کہ تحریک میں پہلے سے زیادہ فعال کردار ادا کریں۔

جس کی بنیاد ان کا کئی دہائیوں پر محیط سیاسی تحریک ہے، جس میں تحریک کا ۱۹۱۱ء میں بطور سیاسی جماعت (فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی) کا کام کرنے کا تحریک بھی شامل ہے۔

۲۰۱۱ء کی ”عرب بہار“ سے پہلے خواتین کا کارکنان تحریک کے تنقیبی ڈھانچے میں پہلے سے زیادہ نمائندگی کا مطالبہ کر رہی تھیں، ساتھ ہی ساتھ وہ ریاستی جبرا سامنا بھی کر رہی تھیں۔

عرب بہار کے بعد خواتین کی بڑھتی ہوئی فعالیت نے انھیں ایک بار پھر ریاست کے نشانے پر لاکھڑا کیا ہے۔

شروع میں ان خواتین کا کارکنان کے ذمے صرف سماجی کام جیسے غریب خاندانوں کی رہائش کا انتظام وغیرہ تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے سیاسی دائرے میں بھی کام کا آغاز کیا، حسنی مبارک کے دورِ اقتدار (۱۹۸۲ء-۲۰۱۱ء) میں ان خواتین نے اپنی تجہیز اخوان کے ان کارکنان کی سیاسی و معاشری مدد کی طرف مركوز کی جھیٹیں ریاست کی طرف سے خطرہ سمجھ کر قید کر دیا گیا تھا۔

اخوان المسلمون کی خواتین کا کارکنان نے ایک سنگ میل اُس وقت عبور کیا، جب اُنہوں نے ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۷ء کے انتخابات میں اخوان کے امیدواروں کے لیے ذرائع ابلاغ پر مہم چلانے میں معاونت کی۔ ۲۰۱۱ء کے انقلاب سے پہلے حکومت کی طرف سے خواتین کا کارکنان معمولی سمجھا جاتا تھا، اسی

اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی کی شائع کردہ کتاب

تحریک حقوقِ نسوں

رضی الدین سید

قیمت: ۲۰۰ روپے

اکیڈمی بلک سینٹر، D-35، بلاک-5

فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ فون: 021-36809201

کیا سیسی اخوان المسلمون سے مصالحت کریں گے؟

کے ادارے اخوان کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں؟ جب کہ مصر اخوان سے الحاق شدہ حماں اور سوڈان کی پیش کا نگریں پارٹی سے تعلقات بڑھا رہے ہیں۔

عماد نے مزید کہا کہ مصر فلسطین اور سوڈان پر اخوان مخالف پالیسیاں اختیار کرنے کے لیے دباو نہیں ڈال سکتا اور فلسطین اور سوڈان کی جانب سے سیسی حکومت کو تسلیم کرنا صدر سیسی اور ان کی حکومت کی قوت ہے۔

مصر کے Al-Ahram Center for Political and Strategic Studies کے محقق یوسف العضبادی نے اپنے تجزیے میں کہا کہ صدر سیسی کے لیے اخوان سے مصالحت ناممکن ہے کیوں کہ یہ معاملہ صرف ان کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس میں عدل یہ اور عوام بھی شامل ہیں، جو اخوان کے مخالف ہیں۔ اخوان کی حمایت انتخابات میں صدر سیسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی، اس حمایت کی وجہ سے اخوان مخالف تمام گروپ صدر سیسی کے بھی مخالف ہو جائیں گے۔ یوسف العضبادی نے مزید کہا کہ ترکی، سوڈان اور قطر میں مفرور اخوان قائدین جن میں محمود عزت، محمد جمال حشمت، محمود حسین اور دیگر شامل ہیں سیاسی حمایت اور مالی امداد کے حصول کے لیے مصری سیاست میں اخوان کے اثر درستخ کی موجودگی کی افواہیں پھیلاتے ہیں، اسی طرح یہ افراد اخوان مخالف ممالک اور مصر کے درمیان تعلقات خراب کرنے کی کوششیں بھی کرتے رہتے ہیں۔

اخوان سے تعلق رکھنے والی فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کے نمائندے محمد سودان نے مصالحت کی خبروں کی تردید سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ریاست نے مصالحت کے لیے اخوان کی قیادت سے مذاکرات کی کوشش کی ہے۔ تاہم ان کے خیال میں یہ ایک غیر صحیدہ کوشش ہے کیوں کہ اقتدار میں آنے کے بعد سے ہی صدر سیسی کی یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اخوان کو منظر سے ہٹا دیں۔

(ترجمہ: محمد عید فاروقی)

"Will Sisi reconcile with Brotherhood ahead of presidential poll?"

"al-monitor.com". March 5, 2018)

Amr Mostafa

مصر کی فریڈم پارٹی کے سربراہ اور پارٹیمان کے ترجمان الحسن حسپ اللہ نے ۲۳ فروری کو ایک پریس کانفرنس میں آئندہ انتخابات میں مصری صدر عبدالغفار لسیسی کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ "صدر سیسی اخوان کے سامنے کھڑے ہوئے اور ان کا سامنا کیا، انہوں نے مصر کو بتا دی سے بچانے کے لیے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا"۔ یہ بیان صدر سیسی کے لیے سیاست دانوں اور عوام کی حمایت ظاہر کرتا ہے۔

البتہ ۲ فروری کے Bloomberg کے ایک کالم نے اخوان کے ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ صدر سیسی انتخابات سے پہلے اخوان سے مصالحت کا ارادہ رکھتے ہیں، اسی طرح فروری کے المدن کے مضمون نے بھی اخوان کے ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ صدر سیسی ملٹری ائمیلی جنہ کے ٹالشون کے ذریعے اخوان کی مقید قیادت سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں، جس کے تحت اخوان کی قیادت کو سیاست ترک کرنے کے بدلتے میں رہا کر دیا جائے گا۔

Bloomberg نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ صدر سیسی نے آنے والے انتخابات میں اخوان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اخوان مخالف بزرگ خالد فیضی کو مصری ائمیلی جنہ کی سربراہی سے معزول کر دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے صدارت کی دوڑ میں اپنے حریف اور فوج کے سابق سربراہ جزر سمعیق عنان کو بھی جیل میں ڈال دیا ہے۔ صدر سیسی اخوان سے مصالحت کو تاگزیر سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کا فائدہ صرف انہیں ہو۔

قاهرہ یونیورسٹی کے گلیہ قانون کے سابق سربراہ محمود قابوی کا کہنا ہے کہ اس وقت اخوان المسلمون کی قیادت کے خلاف مقدمات زیر ساخت ہیں اور جب تک ان مقدمات کا فصل نہیں ہو جاتا، تب تک انھیں صدر کی طرف سے کسی قسم کی معافی نہیں دی جا سکتی۔

الشروع کے چیف ایڈیٹر عmad الدین حسین نے لکھا کہئی صحافی اور مبصرین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آخر کیوں ملکی سلامتی

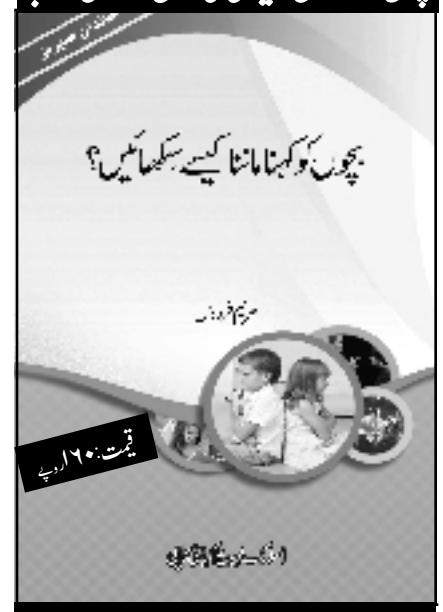
تحریک سے وابستہ خواتین کو ایسی مہمات کا سامنا ہے جن میں انہیں رُسوآ کیا جاتا ہے۔ دوسرا جانب کئی ایسے ادارے بھی ہیں جو رابع العدیدیہ کے ہڑنوں میں خواتین کی شرکت پر تقدیم کرتے ہیں اور اخوان پر خواتین اور بچوں کو انسانی ڈھال

کے طور پر استعمال کرنے کا الزام عائد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مقامی اخبار نے اخوان کی خواتین پر اثار نی جزل حشام برکات کے قتل اور دیگر وہشت گرد کارروائیوں کی منصوبہ بنندی کا الزام عائد کیا۔ آخر کار جولائی ۲۰۱۳ء میں قاہرہ کی عدالت نے WAC پر پابندی عائد کر دی۔

عوامی سیاست میں خواتین کے بڑھتے ہوئے کردار نے اخوان کی قیادت کے لیے خواتین کی طرف سے تنظیمی ڈھانچے میں مزید نہادنگی کے مطابق کو نظر انداز کرنا مشکل کر دیا ہے۔ دینہ ذکریا کا کہنا ہے کہ "فوجی بغاوت کے بعد خواتین نے خود مراجحت کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا تھا۔ کوئی خواتین کو اس لیے گھروں میں رہنے کا نہیں کہہ سکتا کیوں کہ گھروں سے باہر اُن کے لیے نظرات ہیں"۔ اس وجہ سے ترکی میں مقیم خواتین کی قیادت نے جنوری ۲۰۱۶ء میں نئے قوانین ترتیب دیے اور شوری میں خواتین کا کوئی مخصوص کیا، اس کے ساتھ ہی انہوں نے شوری میں کی پہلی خاتون رکن کا بھی انتخاب کیا۔

(ترجمہ: محمد عید فاروقی)
"How the Muslim Brotherhood's women activists stepped up in Egypt". ("middleeasteye.net". January 15, 2018)

بچوں کے متعلق اکیڈمی کی شائع کردہ نئی کتاب



اکیڈمی بک سینٹر۔ D-35، بلاک-5
فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ فون: 021-36809201

آخر بلیو اکانومی ہے کیا؟

رائجہ کامران

نہ چلا کے لہذا بچینیوں کے حوالے کی ہے۔ پاکستان کے ساحل پر کے ٹی بندر، گلستانی، سوندھیانی، اور مارٹھ، دلپتی اور ڈیجیانی کے ساحلوں پر قدرتی طور پر بندگاہ کی تعمیر کے موقع موجود ہیں۔ مگر صرف کے ٹی بندر پر چین کے تعاون سے جدید پورٹ قائم کرنے کی بازارگشتنی نئی دے رہی ہے۔ پاکستان کی ساحلی پٹی پر کراچی کے علاوہ آبادی نہ ہونے کے برابر ہے، لہذا ان تمام علاقوں میں بندگاہیں بن کر وہاں کی معاشی ترقی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

دنیا بھر میں کئی ہزار بندگاہیں موجود ہیں۔ امریکا میں بندگاہیوں کی تعداد ۵۲۲،۰۰۰، آسٹریلیا میں ۱۰۶، چین میں ۱۷۲، کینیڈا میں ۲۳۹، ہنگری میں ۱۵۹، فرانس میں ۲۲۸، ٹیلی میں ۳۱۱، یونان میں ۱۰۳ اور انڈونیشیا میں یہ تعداد ۱۵۲ ہے، جبکہ پڑوسی ملک بھارت میں ۶۷ چھوٹی بڑی بندگاہیں موجود ہیں۔ دنیا بھر میں بندگاہوں سے متعلق رجحان میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے، اب بندگاہیں محض سامان کی نقش و حرکت کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ ایک جدید صنعتی زون کو سپورٹ کرتی ہیں۔ اس کی مثال بھارت میں قائم کانالا پورٹ کمپلکس، ہے، جہاں خام تیل کو ان لوڈ، ذخیرہ اور صاف کرنے کے بعد دوبارہ برآمد کر دیا جاتا ہے۔ اس پورٹ سے بھارت سالانہ ۲۲ مارب ڈالر کی برآمدات کرتا ہے جو کہ بھارت کی مجموعی برآمدات کا ۲۰٪ افیض ہے۔

پاکستان میں کراچی کی بندگاہ کے قریب جہاں صنعتی علاقے بنایا جاسکتا تھا، پر اب کچھ آبادیاں قائم ہیں جبکہ پورٹ بن قسم کے صنعتی علاقے میں زیادہ تر درآمدی صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ پاک بھر کے ساتھ کمانڈر فلیٹ عارف اللہ حسینی کا کہنا تھا کہ اگری پیک سے فائدہ اٹھانا ہے تو کراچی کی بندگاہ کے اطراف موجود کچھ آبادیوں کو دیگر جگہوں پر منتقل کر کے وہاں اسٹورنچ، ڈپاک اور الیسوئن لینڈ صنعت قائم کرنی ہوگی۔

ماہی گیری اور سمندری خوارک کی پروسیگ
انسانی خوارک کی فراہمی جیلن میں زیمنی خوارک کے علاوہ پانی میں پائی جانے والی خوارک اور نباتات بھی شامل ہیں۔ دنیا بھر میں زیمنی خوارک پر بداؤ بڑھنے کے ساتھ ساتھ پانی کی خصوصاً سمندری خوارک پر رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ سمندر میں پائے جانے والے جانور سفید گوشت فراہم کرتے ہیں جو صحت کے لحاظ سے زیمنی جانوروں کے سرخ گوشت کے مقابلے زیادہ غذائیت اور صحت افزای ہوتا ہے، اسی لیے عالمی خوارک کی تجارت میں پانی سے حاصل ہونے والی

پاکستان بہترین سمندری و سائل سے مالا مال ہے۔ پاکستان

کی ساحلی پٹی سرکریک سے لے کر جیوانی تک ایک ہزار کلومیٹر طویل ہے، اس ساحلی پٹی کے علاوہ خصوصی معاشی زون ۲ لاکھ ۴۰ ہزار کلومیٹر ہے۔ اس کے ساتھ ۵ ہزار کلومیٹر کا نئیپل شیف بھی دستیاب ہے۔ ان تمام وسائل کے علاوہ اگر تھوڑا مزید یغور کیا جائے تو پاچتا ہے کہ پاکستان میں تو میرین صنعت کے حوالے سے ابھی ابتدائی کام بھی نہیں ہوا ہے۔

جہاز رانی

پاکستان میں جہاز رانی کے حوالے سے نیشنل ہپنک

کار پوریشن قائم ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں اس کے بھری جہازوں میں اضافہ کیا گیا ہے مگر تا حال بعض شپس ایسے ہیں جو پاکستان آہی نہیں سکتے ہیں۔ پاکستان کے پاس ماضی ۹ تجارتی شپس ہیں، جن میں سے کوئی بھی کنٹینر کی پیر نہیں ہے۔

پاکستان سالانہ ۲۰۰ میں سے ۲۰۵ میں سے بہت

کنوش اور معابدے موجود ہیں، لیکن ان میں سے اہمیت کے حامل ہیں۔ پہلا بار سلوٹا کنوش سسٹم، جبکہ دوسرا

۱۶۰ میں اقتداری تعاون و ترقی، (اوایسی ڈی) کے تحت کام کر رہا ہے۔ بارسلونا کنوش میں ماہی گیری، ماہی پوری،

سیاحت، ہپنک اور ساحلی شہروں کو آباد کرنے کے حوالے سے

جامع دستاویزات تیار کی گئی ہیں۔ ان کا مرکزی خیال قدرتی ماحول اور سمندری ایکو-سسٹم کو متاثر کیے بغیر انسانی ترقی کو پروان چڑھانا ہے۔

بلیو اکانومی کے ۳ بڑے حصے ہیں، جس میں اوشن انڈسٹری،

ایسوئن اند انڈسٹری اور ایر جنگ انڈسٹری شامل ہیں۔

بلیو اکانومی کے لحاظ سے صنعتوں کا جائزہ لیا جائے تو

بندگاہیں، جہاز سازی اور مرمت، آف شور آئل انڈسٹریز کی

تلاش، سمندری اور ساحلی تفریق اور سیاحت، میرین برسن سرومن، تحقیق و ترقی، برجمنگ کی صنعتیں تو قائم ہو چکی ہیں، اور

بڑی حد تک دنیا میں مستحکم ہی ہیں، لیکن اب دنیا اس سے آگے میں ہپنک انڈسٹری تبدیل ہو رہی ہے اور بھری جہازوں کی تعداد کے بجائے ان کے جنم میں اضافہ ہو رہا ہے۔

بندگاہیں

پاکستان میں ایک ہزار کلومیٹر طویل ساحلی پٹی ہونے کے

باوجود صرف ۳ بندگاہیں ہیں، جن میں سے ۲ بندگاہیں کراچی کے ساحل پر ہیں جبکہ ایک گودار میں ہے، جس کو ہم تو

یہ تو ہم کو بچپن ہی میں پڑھایا جاتا ہے کہ دنیا کے گل رقبے کا، ۳۰ فیصد حصہ میں اور ۲۰ فیصد بانی مشتمل ہے۔ بانی جیسی نعمت کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مقدار میں زمین پر اتنا رہا ہے۔ اگر دنیا کو چند کلومیٹر کی بلندی سے دیکھا جائے تو وہ اپنے محل قوع کے لحاظ سے بزر، صحرائی یا نیلی نظر آئے گی، لیکن اگر کہہ ارض سے باہر جا کر دنیا کو دیکھا جائے تو اس پر نیلارنگ غالب نظر آئے گا۔

دنیا کا جائزہ لیا جائے تو پاچتا ہے کہ ۱۹۵۱ میں سے

ملک ایسے ہیں جن کے پاس سمندر نہیں ہے جبکہ ۱۷۵ ملکوں کے پاس خوبصورت ساحل اور بندگاہیں ہیں۔ اس وقت دنیا کی آبادی کا لحاظ سے ۳ میں سے ایک فرد ساحلی شہر میں رہتا ہے۔

ویسے تو بلیو اکانومی کے حوالے سے دنیا بھر میں مل عدد کنوش اور معابدے موجود ہیں، لیکن ان میں سے ۲ بہت

ادا کرتا ہے، کیونکہ پاکستانی پر چم بردار جہاز ماضی کا رگو کا ۱۶۰

فیصد ہی لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ۲۰۲۰ء تک کراچی اور پورٹ بن قاسم کی بندگاہ سے تجارت ۱۰۰ مارب ڈالر سے

تجاذب کر جائے گی۔ چین کی برآمدات ۳ ہزار ۵۰۰ مارب ڈالر

ہیں۔ اگری پیک کے لیے ماضی فیصد تجارت بھی پاکستان کو منتقل ہو جائے تو ۳۵۰ مارب ڈالر کی تجارت پاکستان منتقل ہو سکتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ پاکستان وسطی ایشیا اور

افغانستان کے ملکوں کو بھی تجارتی سہولت فراہم کر سکتا ہے۔

اگر دنیا میں موجود بھری جہازوں کا جائزہ لیا جائے تو

بلیو اکانومی کے لحاظ سے صنعتوں کا جائزہ لیا جائے تو

ماہی گیری، سمندری خوارک کی پروسینگ، ہپنک،

بندگاہیں، جہاز سازی اور مرمت، آف شور آئل انڈسٹریز کی

تلاش، سمندری اور ساحلی تفریق اور سیاحت، میرین برسن سرومن، تحقیق و ترقی، برجمنگ کی صنعتیں تو قائم ہو چکی ہیں، اور

بڑی حد تک دنیا میں مستحکم ہی ہیں، لیکن اب دنیا اس سے آگے میں ہپنک انڈسٹری تبدیل ہو رہی ہے اور بھری جہازوں کی تعداد کے بڑھتے ہوئے میرین ایکوا کلپر، گبرے اور انتہائی گہرے سمندر میں تیل و گیس کی تلاش، آف شور و فنازی، سمندر میں

معدنیات کی تلاش، سمندری اہروں سے بچکی کا حصول، میرین سیفیٹی اور نگرانی، میرین بائیو میکنا لوبی، جیسے دیگر شعبوں میں نئی نئی جتیں قائم کر رہی ہیں۔

اس سیاحتی تفریخ میں سب سے اہم بات مقامی ماہی گیر آبادی کو روزگار ملتا ہے۔

وہاں میری ملاقات مبارک و پنج کے جیل صاحب سے ہوئی جو خود بھی ماہر ماہی گیر، ہتھرین تیراک اور انہائی ہنس مکھ انسان ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ چونا آئی لینڈ پر سیاحت شروع ہونے سے انہیں بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ پورا ہفتہ مچھلی کا شکار کرتے ہیں اور ہفتہ اتوار کو لوگوں کو چونا کی سیر کرتے ہیں۔ مگر یہ کاروبار ہفتے کے مخصوص دنوں اور سال کے مخصوص مہینوں میں ہی کیا جاستا ہے کیونکہ منی، جون، جولائی، اگست اور ستمبر میں سمندر میں طفیلی اور لہروں کی اوپنچائی کی وجہ سے تفریخ کیماہی گیری بھی مشکل ہو جاتی ہے۔

ایسی طرح اگر آپ سی فوڈ کے شو قین ہیں تو بُٹ میں کیاڑی سے ایک کشٹی بک کرائیں جو آپ کو کیاڑی کے چینی میں لے جائے گی، وہاں تازہ فرانی مچھلی، چھنگنے کی بریانی اور کیکڑے سے آپ کی تواضع کی جائے گی۔ مگر کراچی کی بندرگاہ خصوصاً کیاڑی بُٹ میں کو پڑھتی ہوئی آلو دگی اور سخت سکیورٹی کی وجہ سے یہاں رو برا بھی متاثر ہو رہا ہے۔

ساحلی تفریخ میں مچھلی کا شکار، سمندر میں محفوظ تیراکی، اسکو باڈا بیوگ، ہی سرفنگ، سمندر کی سفاری اور دیگر کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں، جس کے لیے لوگ پیسے بھی خرچ کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ مگر اس کے لیے مضبوط انفراسٹرکچر، حفاظتی انتظامات اور مناسب کاروباری ماحول کو مرتب کرنا ضروری ہے۔

ڈی سلینیشن

پاکستان دنیا کے ان خطوں میں شمار ہوتا ہے، جہاں پانی کی شدید قلت ہے۔ اس حوالے سے سمندر کے بڑے ذخیرے کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ڈی سلینیشن کی صنعت کو فروغ دینا ہو گا، یوں ساحل کے قریبی علاقوں کو حکار اپانی قابل استعمال بنانکر فراہم کیا جاسکتا ہے۔

آف شور بیو اسٹیل ازرجی

دنیا بھر میں سمندر سے بجلی پیدا کرنے تحقیق کی جاری ہے اور اس تحقیق کی وجہ سے تبدیل تو ناتی میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ میری نائم و مذکور تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور ۲۰۵۰ء تک وندپا و کاتیسر احصی میری نائم و مذکور سے دستیاب ہو گا۔ اس کے علاوہ سمندر کی لہروں سے تو ناتی حاصل کر رہی ہے۔ پاکستان میں ساحلی و مذکور سے ۳۰ ہزار میگاوات اور لہروں

باتی صفحہ نمبر ۲

جنوبی کوریا نے معاشری ترقی کے لیے جہاز سازی کی صنعت کو فروغ دیا۔ کوریا کی کمپنیاں ہنڈائی ۲۵ رارب ڈالر اور ڈی یوڈ ۲۰ رارب ڈالر سالانہ جہاز سازی سے کمائی ہیں، جبکہ چین کی کمپنی کے سالانہ آرڈر کی مالیت ۱۵ رارب ڈالر ہے۔ جہاز سازی کی صنعت میں سال ۲۰۱۶ء میں ۷۵٪ کے ۹۷ رارب ڈالر کے آرڈر کے آرڈر بک ہوئے، جس میں سے ۵۲٪ رارب ڈالر کے آرڈر صرف جنوبی کوریا کے پاس ہیں۔

جہاں بھارت میں ۸۶٪ اور بگدادیش میں ۲۳٪ شپ یارڈ ہیں وہیں پاکستان میں صرف ایک شپ یارڈ موجود ہے۔ وزیر اعظم نے گاودرمیں شپ یارڈ قائم کرنے کی مظاہری دے دی ہے۔ اب اس پر کب تک عمل ہو گا یہ دیکھنا باتی ہے۔ جہاز سازی کی صنعت سے ڈاؤن اسٹریم صنعت بھی فائدہ اٹھاتی ہے، جس میں ہائی ٹیک، میڈیم ٹیک اور لو ٹیک صنعتیں شامل ہوتی ہیں۔ پاکستان میں ایک جہاز سازی کا کارخانہ ہونے کے باوجود کراچی شپ یارڈ اینڈ انجینیرنگ ورکس مقامی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ برآمدات بھی کرتا ہے۔

ساحلی تفریخ اور سیاحت

دنیا بھر میں ۸۰٪ فیصد سیاحت سمندر پر ہوتی ہے۔ عالمی جی ڈی پی کا ۵ فیصد اور ملازمت کے موقع کاے فیصد سیاحت سے وابستہ ہے۔ دنیا کے ۱۵۰ ملکوں کی سب سے بڑی آمدنی سیاحت سے وابستہ ہے۔ پاکستان میں کوشش اور میرین ٹورازم کے حوالے سے کوئی اسلامی اور اعداد و شمار کو بھی اکھٹا نہیں کیا گیا ہے۔ کراچی کے ساحل کے علاوہ پاکستان کی

کوست لائن کا بڑا حصہ آلو دگی سے پاک ہے اور وہاں بہترین ماحول میں تفریخ کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ یہ ہے کہ پاکستان میں ساحلی تفریخ کا کوئی خاص انفراسٹرکچر موجود نہیں ہے۔ دنیا بھر میں ساحلوں پر تفریخ کے لیے متعدد اقدامات کیے جاتے ہیں، جن میں سب سے اہم سیفیتی ہے۔ مگر پاکستان میں حاضر ۳۰ کروڑ ڈالر مالیت کی سمندری خوارک برآمدگی ہے۔

پاکستان کے مقابلے میں خطے کے دیگر ملکوں کا جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ چین ۲۰ رارب ڈالر، تھائی لینڈ ۱۷ رارب ڈالر، بھارت ۳۰ رارب ڈالر کی مچھلی اور دیگر سمندری خوارک برآمد کرتا ہے۔

اس شعبے کو فروغ دینے کے لیے ایکوا ٹکھر، فٹنگ کو جدید بنانے، تجارتی ماحول، پیکنگ اور پوسینگ، اور دیگر انفراسٹرکچر میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

خوارک کی بڑے پیمانے پر تجارت کی جاتی ہے۔

اقومی متحده کے ادارے برائے خوارک و زراعت کے مطابق سال ۲۰۱۳ء میں عالمی سٹھن پر مچھلی اور سمندری خوارک کی تجارت ۳٪ رارب ڈالر کے لگ بھک رہی۔

عالمی تناظر میں دیکھیں تو ماہی گیر غوشحال زندگی گزار رہے ہیں جبکہ ماہی گیری کی صنعت نہایت جدید بھی ہو گئی ہے۔ اس صنعت سے وابستہ افراد کی تعداد کروڑ سے زائد ہے، جس میں سے ایک کروڑ ۸۸ لاکھ ایکوا ٹکھر سے وابستہ ہیں اور مچھلی کے شکار سے وابستہ افراد کی تعداد ۳ کروڑ ۹۷ لاکھ ہے۔

سمندر کنارے آباد پاکستان کا سب سے بڑا شہر کراچی ہے، لیکن اس کی معیشت اور ترقی میں اہم کردار بیہاں کی بذرگانی ہوں گا۔ بیہاں آباد ہونے والوں کی اکثریت مچھلی کو بطور بنیادی غذا استعمال نہیں کرتی، اسی لیے پاکستان کے ساحلی علاقوں میں آباد ماہی گیر غربت اور کمپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

پاکستان میں حکومتی اور سرمایہ کاروں کی عدم دیکھی کی وجہ

سے مچھلی کے شکار اور مارکیٹ کا انفرا اسٹرکچر بہت ہی کمزور ہے۔ جن کشیوں پر ملاح شکار کے لیے جاتے ہیں، وہ بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اکثر کشیاں پرانی پوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی ہیں، جن کی وجہ سے اکثر حادثات بھی ہوتے ہیں۔ یورپی یونین کی جانب سے اکثر پانڈیوں کی وجہ سے اس شعبے میں سرمایہ کاری بھی مناسب سٹھن پر دستیاب نہیں ہے۔

پاکستان دنیا میں مچھلی پکڑنے والے ۳۰ بڑے ملکوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس میں سے صرف ۰۴ فیصد مچھلی ہی برآمد ہو پاتی ہے۔ پاکستان سالانہ ایک ارب ڈالر مالیت کی مچھلی برآمد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جبکہ مالی سال ۷۷ء کی ۲۰۱۶ء میں محض ۳۰ کروڑ ڈالر مالیت کی سمندری خوارک برآمدگی ہے۔

پاکستان کے مقابلے میں خطے کے دیگر ملکوں کا جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ چین ۲۰ رارب ڈالر، تھائی لینڈ ۱۷ رارب ڈالر، بھارت ۳۰ رارب ڈالر کی مچھلی اور دیگر سمندری خوارک برآمد کرتا ہے۔

اس شعبے کو فروغ دینے کے لیے ایکوا ٹکھر، فٹنگ کو جدید بنانے، تجارتی ماحول، پیکنگ اور پوسینگ، اور دیگر انفراسٹرکچر میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

جهاز سازی اور مرمت ترقی کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے چین، جاپان اور

بھی تیار کیا ہے، تاکہ یہ طویل عرصے کے لئے ریٹائر ہوں اور نئے لوگ ان کی جگہ سنبھالیں جن کا تقریر میرٹ پر کیا گیا ہو۔ ان چار ترجیحی شعبہ جات میں ہونے والی اصلاحات میں افغان صدر کی دلچسپی اور ”مکملنٹ“، دلکش کر محسوس ہوتا ہے کہ افغانستان اپنے استحکام کی جانب گامز ہے۔

افغان نیشنل فوج نے گزشتہ تین سالوں میں تمام مشکل حالات کا سامنا کیا اور سیکورٹی کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دیں۔ صدر اشرف غنی کی طرف سے کی جانے والی مزید اصلاحات ان فورسز کی صلاحیتوں کو مزید انکھاریں گی۔ ۲۰۱۷ء کے آغاز میں اشرف غنی نے فوج میں اصلاحات کا ایک مکمل لائچ عمل تشکیل دیا تھا۔ اس لائچ عمل کے تحت افغان فوج کی الیت اور قابلیت میں اضافے اور بعد عنوانی کی روک تھام کے لیے ان شعبہ جات میں نئے اور قائم مقام میشیران کا تقرر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں بڑی عمر کے فوجی جزوؤں کو فارغ کرنے کے لیے ایک باعزت ”مکنیزم“

کارروائیاں کر کے ان کو منڈا کرت پر مجبو رکردے۔

اس رپورٹ کے دورانیے میں امریکا، اتحادیوں اور افغان حکومت نے افغان فوج کے لیے تیار کردہ روڈ میپ کی چار بنیادی ترجیحتا پر توجہ صرف کی ہے۔ وہ چار ترجیحتا یہ ہیں: افغان خصوصی فوج کی استعداد اور تعداد کو دگنا کرنا، افغان ایئر فورس کو ترقی دینا اور ان کو جدید بنا، قیادت سازی اور انسداد بعد عنوانی۔ جنوبی ایشیا کے لیے ترتیب دی گئی اس نئی حکومت عملی کے تحت امریکی فوج میں اضافہ ہو گا، اور یہ حکومت عملی افغان فوج کی تربیت اور انسداد ہشتگردی کی کارروائیوں میں ان کی مدد کرے گی۔ امریکی فوج برائے افغانستان اس وقت ۱۳۰۰۰ جوانوں پر مشتمل ہے۔

افغان فوج کے لیے یہ عرصہ گزشتہ سالوں سے کافی بہتر رہا۔ نہ ہی طالبان کسی صوبائی مرکز پر قبضے کر سکے اور نہ ہی وہ کسی بڑے محلے میں کامیاب ہوئے، بلکہ، بلند کی کچھ تھیلوں کا کثشوں بھی کھو دیا۔ اس کے ساتھ افغان فوج نے امریکی فوج اور اتحادیوں کے ساتھ کرنہ صرف طالبان کا مقابلہ کیا بلکہ، داعش کا بھی قلع قلع کیا۔ اس کے علاوہ امریکی فوج نے افغانستان حکومت کی چند وزارتلوں میں بھی مکمل مدد کی۔ اگرچہ مندرجہ بالاتمام کامیابیوں کے بعد بھی ہم کامل طور پر خاص نہیں کر سکے۔ لیکن اب ہم افغانستان کی مدد اسی صورت میں کریں گے جب وہ دیے گئے مکنیزم پر عملدرآمد کریں گے۔ اور یہ بات بھی طے ہے کہ طالبان کو میدان جنگ میں کامیاب نہیں ملے گی، ان کو ہر صورت میں مدد کرات کی میز پر آتا ہی ہو گا۔



افغانستان میں بدلتی امریکی حکومت عملی

نوٹ: نئے سال کے آغاز کے موقع پر Enhancing Security and Stability in Afghanistan کے عنوان

سفارت خانے اور افغانستان میں امریکی فوج کے ساتھ مل کر ایک منصوبے کا آغاز کیا ہے جس کے تحت ترجیحی بنیادوں پر چار شعبہ جات میں اصلاحات متعارف کروائی گئی ہیں۔ وہ چار شعبہ جات یہ ہیں۔ نظام حکومت، معاشری ترقی، سیکورٹی اور امن عمل۔ اور صدر کا کہنا ہے کہ وہ خود اس سارے عمل کی نگرانی کریں گے۔ اس کا بدل معاهدے کے تحت افغان صدر نے افغان فوج کی الیت اور قابلیت میں اضافے اور بعد عنوانی کی روک تھام کے لیے ان شعبہ جات میں نئے اور قائم مقام میشیران کا تقرر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں بڑی عمر کے فوجی جزوؤں کو فارغ کرنے کے لیے ایک باعزت ”مکنیزم“

افغانستان میں تینات نئو افغان کی تعداد (نومبر ۲۰۱۷ء تک)

البانیا	لیخوو بیلیا	۸۳	۲۸
آرمینیا	لیکسمبرگ	۱۷۶	۲
آسٹریلیا	مغلویلیا	۲۵۰	۱۲۰
آسٹریا	مونٹی نیگرو	۱۲	۱۸
آذربایجان	نیدر لینڈ	۲۹	۱۰۲
بلجیم	نیوزی لینڈ	۴۵	۱۱
بوسنیا	ناروے	۵۶	۳۶
بلغاریہ	پولینڈ	۱۰۹	۲۱۸
کروشیا	پریکال	۹۸	۱۱
چیک ریپبلک	رومانیہ	۲۵۱	۲۲۹
ڈنمارک	سلوواکیہ	۸۶	۸۳
استونیا	سلووینیہ	۵	۷
فن لینڈ	اپین	۱۹	۲۹
جارجیا	سویٹزرلینڈ	۸۶۹	۲۹
جزمنی	مقدونیہ	۸۷۳	۳۹
یونان	ترکی	۳	۵۵۲
ہنگری	یوکرائن	۱۱۰	۱۰
آسٹریلیا	برطانیہ	۲	۵۳۲
اٹلی	امریکا	۹۳۱	۸۲۵
لٹویا	کل	۳۲	۱۵۰۳۶

۲۰۱۸ء سے لے کر اب تک افغانستان میں امریکی مہم جوئی کا بنیادی مقصد امریکا اور اس کے اتحادی ممالک کی سر زمین کو ہشتگردوں کے مزید حلموں سے بچانا ہے۔ ہم اس بات کو گوارہ نہیں کریں گے کہ جنوبی ایشیا ہشتگردوں کے لیے تربیت اور منصوبہ بنندی کے طور پر استعمال ہو اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے ہمیں مستحکم افغانستان کی ضرورت ہے۔ مستحکم، آزاد اور پڑوسیوں کے ساتھ پر امن تعلقات کا حامل، افغانستان ہی درصلی ہمارا مقصد ہے۔

امریکا اس مقصد کے حصول کے لیے افغانستان کی قومی فوج (Afghanistan National Defense and Security Forces) کی باغیوں کے خلاف جاری جنگ میں ان کی مدد کرے گا۔ اس نئی حکومت عملی کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ امریکا لڑا کا کارروائیوں کی قیادت کرے گا بلکہ افغان فوج کی الیت میں اضافہ ہی کامیابی کی گئی ہے۔ ہم، دشمنوں کو فکست دینے کے لیے افغان فوج کی ہر قسم کی مدد جاری رکھیں گے۔ اس مہم کا مقصد یہ ہے کہ طالبان کو اس بات پر تائل کیا جائے کہ وہ یہ جنگ میدان میں لڑ کر نہیں جیت سکتے۔ اس جنگ کا خاتمه صرف اور صرف سیاسی حل کی صورت میں نکلا گا اور اس حل میں طالبان سیاست نام سیاسی جماعتوں کا کردار ہو گا۔

ہمارے پاس کام کرنے کا جذبہ رکھنے والا، اور اہل شرکت دار صدر اشرف غنی کی صورت میں موجود ہے۔ صدر غنی

ایرانی اور سعودی نوجوان ۱۹۷۶ء کو بھول جائیں!

ٹکست کھا سکیں، اسی دور میں

nuclear accident ہوا، جس نے امریکی جوہری ملک تک کو

عرب ریاستوں میں ایران کا انفوڈ بڑھایا جائے، جس پر اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ بھی وجہ ہے کہ مظاہرین نے نحرے لگائے۔ ”مرگ بر جزب اللہ، (ایران کی لبنان میں کراچے کی فوج) ”مرگ برآ مر“ (ایران کے رہنماء علی خامنہ ای)، شام کو چھوڑ دو، ہمارے بارے میں غور کرو“۔ حالیہ دونوں میں، میں سعودی عرب بھی جاتا رہا میں نے نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ ان خیالات کا اٹھار کر رہے تھے۔

میں چاہتا ہوں کہ مولوی میرے سامنے سے ہٹ جائیں۔ میں اپنی زندگی بغیر کسی مداخلت کے گزارنا چاہتی ہوں۔ میں اپنی قوت کو بھپور طریقے سے عمل میں لانا چاہتی ہوں۔ یہ وہ آواز ہے کہ جس کا سعودی عورتیں اٹھار کرتی رہتی ہیں۔ نوجوان عورتیں یہ کہتی سناتی دیتی ہیں؛ ”میں چاہتی ہوں کہ میں لنسرش میں جاؤں، اپنی گاڑی چلاوں، اپنا کار و بار شروع کروں، دوسرا صنف کے لوگوں سے ملوں جلوں اور سینما دیکھوں، میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ سعودی ثقافت، سعودی کھانوں اور سعودی فون اٹیفہ سے لطف انداز ہوں، صرف اسلام سے نہیں۔ لیکن سعودی عرب میں وہ پُرتشد مظاہرے نہیں ہو رہے ہیں کہ جو ایران میں نظر آ رہے ہیں۔ ایران میں رہنمای سال کا بڑھا ہے بجکچ سعودی عرب پر ایک ۳۲ سالہ ارب پتی نوجوان کی حکمرانی ہے، جس کا نام محمد بن سلمان ہے اور جو ایم بی ایس کے نام سے جانا جاتا ہے۔

محمد بن سلمان کے سامنے کئی مسائل ہیں وہ من ہو جی اور مطلق العنان رہا ہے، جس کی وجہ سے اس کے ملک اور اس کے اعتماد کو فقصان پہنچا ہے۔ لبنان کے وزیر اعظم کو استعمال کر کے اس سے استغفاری دلوانا، یمن کی جنگ میں کوڑپنا اور یمن میں انسانی الیہ میں حصہ ڈالنا اور اربوں ڈالر کی پینٹگٹن خریدنا اور اپنے ملک میں بدنومنی کے خلاف ہم چلانا، کیسے عجیب معاملات ہیں۔

یہ محمد بن سلمان کی کامیابی ہے کہ وہ سعودی نوجوانوں کے جذبات سے آگاہ ہے اور جہاں تک معاشرتی اصلاحات کا تعلق ہے (سیاسی ثنویت ابجندے کا حصہ ہے) اس نے وہ اقدامات کیے ہیں جو اس کے کئی عم زاد کرنے کی جرأت بھی نہ کر سکے۔

مذہبی پولیس کو بازاروں سے ہٹانا، سعودی عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دینا، علام و مفتیان کی طاقت کو محدود کرنا، عورتوں کو اجازت دینا کہ وہ مردوں کے ساتھ کھلیوں میں حصہ لے سکیں، سینا گھر کھونا، مغربی اور عرب عوامی فکاروں کو اجازت دینا کہ وہ مملکت میں آکر اپنے فن کا مظاہرہ کریں اور اس عزم کا اٹھار کرنا کہ وہ سعودی اسلام کو مزید ”ماڑریت“

باقی صفحہ نمبر ۱۵

کی تحریک کے چین میں سرمایہ داری (Capitalism) کو کام کرنے کا موقع دیا جائے، کی وجہ سے ضروری ہو گیا کہ تیل کی مصروفات میں اضافہ کا طالب کر لیا جائے۔ اس لیے ایران اور سعودی عرب کے پاس کسی بھی دور کی نسبت سے زیادہ دولت آگئی اور ان کے درمیان تیز ترین مقابله شروع ہو گیا کہ کون اپنی تشریخ والے بنیاد پرست اسلام کی تعبیر کو دوسرے تک اور دو تک پہلے پہنچائے گا۔

لیکن اب ایران اور سعودی عرب میں کچھ چیزیں مشترک ہیں، ان کی آبادیوں کی اکثریت کی عربی میں سال سے کم ہیں، سوشن میڈیا نیٹ ورک اور اسماڑ فون کے ذریعے نوجوان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اور ان کی بڑی تعداد اس بات سے تنگ ہے کہ پرانے، بد عنوان اور گلا گھوٹنے والے علم کے ذریعے انہیں بتایا جائے گا کہ اپنی زندگی کیسی گزاری۔ ۱۹۷۹ء کے ماضی کو دنیا بنا چاہتے ہیں اور ہر اس چیز کو دن کر دینا چاہتے ہیں، جو ۱۹۷۶ء کے واقعات کے عمل کے ذریعے سے آئی ہے۔

ایران بھر میں جو بے ساختہ مظاہرے شروع ہوئے وہ قومی بجٹ کے سوشن نیٹ ورک کے عمل کے طور پر پھیلتے چلے گئے۔ رو زگار سے محروم ایرانی نوجوان نسل نے دیکھا کہ کس بڑی مقدار میں رقوم اسلامی پاسداران انقلاب اور ان کی شام، لبنان، عراق اور یمن میں جماعت میں اور اسلامی اداروں میں غرق کی جا رہی ہے۔ تائمنز کے تھام ایڈنبر گرگ کے مقابلے ایسا شخص جو اپنے مرحوم آیت اللہ باب کی لا بہریری سنبھالے بیٹھا ہاں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے کہ جب حکومت کم آمد نیوں والے تمیں کوڑا ایرینوں کو ملنے والی رعایت ختم کر رہی ہے اور اس میں رعمل بیدا ہوا۔

ایران کی آبادی تعلیم یافتہ ہے اور ان کی ٹھوس تہذیبی روایات ہیں۔ یہ قوم صلاحیت رکھتی ہے کہ سائنس، میڈیا، کمپیوٹر اور آرٹس میں غیر معمولی اضافہ کر سکے۔ تاہم جو ٹولے حکومت میں بیٹھا ہے اس کی کوشش یہ نہیں ہے کہ ایرانی نوجوانوں کو قوت فراہم کی جائے بلکہ یہ کوشش ہے کہ ناکام

Thomas L. Friedman

ایران میں مسلسل ہونے والے مظاہرے اور اس کے ساتھ ساتھ سعودی عرب میں حال ہی میں جو منہجی پابندیاں ختم کی گئی ہیں، اس کے حوالے سے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ۱۹۷۶ء میں مسلم دنیا نے شدت پسند ایکیں بازو کا جو تنگ نظر ٹیکیں کی تحریک کے چین میں سرمایہ داری (Capitalism) کو کام کرنے کا موقع دیا جائے، کی وجہ سے ضروری ہو گیا کہ ایران اور سعودی عرب کے پاس کسی بھی دور کی نسبت سے زیادہ دولت آگئی اور ان کے درمیان تیز ترین مقابله شروع ہو گیا کہ کون اپنی تشریخ والے بنیاد پرست اسلام کی تعبیر کو کذریعے سے اس کے خاتمے کا آغاز ہونے والا ہے۔

۱۹۷۹ء کے واقعات نے خواتین کے مقام و مرتبے، تکمیریت اور جدید تعلیم کو عرب مسلم علاقے میں گھٹا کر رکھ دیا تھا اور ان واقعات نے شدت پسند مذہبی گروہوں مثلاً القاعدہ، حزب اللہ اور داعش (ISIS) کو قوت دتوانی فراہم کی جن کی سرگرمیوں نے مخصوص و غیر مخصوص مسلمانوں کو یکساں نقصان پہنچایا، یہاں تک کہ دنیا بھر کے ہوائی اڈوں پر کشیر میں ڈی میکٹر گا دیے گئے ہیں۔

۱۹۷۹ء کے واقعات کے بارے میں کچھ میں بھی جانتا ہوں، اس وقت میں نے ایک ناقبہ کار پورٹر کی حیثیت سے بیروت میں کام شروع کیا تھا، لیکن فوری طور پر میں نے ان موضوعات پر لکھنا شروع کر دیا: ایران میں آیت اللہوں کا حکومت پر قبضہ، حکومتی کشوفوں میں دائیں بازو کے شدت پسند شیعہ علماء کی تحریک (جو دنیا بھر میں اپنے اسلامی انقلاب کو پھیلانے اور عورت کو مسلم دنیا میں نقاب پہنانے پڑیں گے تھے)، نیز مکہ میں مسجد الحرام پر شدت پسندوں کا قبضہ، جس سے سعودی حکمران خاندان احتفانے خیالات کو عملی جامہ پہنانے لگے۔ شاید غاندی نے اس پر یہ عمل بھی ظاہر کیا کہ موسيقی، تفریح اور خوشیوں بھرے مسٹر آمیز پروگرامات کو اپنی صحرائی ریاست سے نکال باہر کرنا شروع کر دیا۔ اپنے معاشرے پر مذہبی پولیس کا کنشروں بڑھا دیا، عورتوں سے نفتر رکھنے اور تکمیریت مخالف تشریخ، اسلام کی لندن سے جکارتہ تک برآمد مساجد میں ڈگنا گننا اضافے۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۹ء میں سودیت افغانستان پر حملہ کر دیا اور امریکا نے اسلام پرست مجاهدین (جنگجوؤں) کی حوصلہ افزائی شروع کر دی، سعودی عرب نے اس کے لیے وسائل فراہم کیے، تاکہ وہاں روی

سعودی عرب ”روشن خیالی“ کی جانب گامزد!

آخر عباس

کے ساتھ، پلک انوٹمنٹ فنڈ، فارن ڈائریکٹ فنڈ نگ، نان آئل ایکسپریوس میں اضافہ ہے اور تیرساواچ مقصد جذبے اور آگے بڑھنے کی لگن والی قوم کی تیاری، حکومتی اداروں کی فعالیت اور موثر اقدامات، کم سے کم ۸۰ نئے بڑے منصوبوں کا آغاز اور ان کی ۲۰۳۰ء تک تکمیل، سعودی تبلیغی آرائکو کے پانچ فیصد حصہ کی فروخت، یاد رہے یہ کمپنی دو ہزار ارب ڈالر کی حامل ہے، اس کے پانچ فیصد حصہ دنیا کے صرف چند ملکوں کے مالی ادارے ہی خریدنے کی سکت رکھتے ہیں۔ ایک ممتاز اندازے کے مطابق سعودی معاشرے کی کاپیلٹ کے لیے شہزادہ محمد کو پانچ سوں بلین (کھرب) خرچ کرنے ہوں گے، اس میں اردن اور مصر کی سرحد پر واقع الوجہ اور عملخ نامی قصبات کے قریب نئے بائے جانے والے شہریوں کے اخراجات شامل ہیں، یہ شہر بجیرہ احمد پر بسایا جائے گا اس میں پچاس جزیرے بھی شامل ہیں اور اس پر سعودی قانون لاگو نہیں ہوگا، ساحل سمندر پر خواتین بکنی میں آ جائیں گی (یہ طبقاً قاعدہ اس منظور شدہ دستاویز کا حصہ ہے) یہ شہر اصل میں نئے سعودی تصورات اور خوبیوں کا ایک ایسا جہاں ہوگا جو بنیاد پر بھی ہیں، یہ سارا وژن ابھی کا بنا یا اور سوچا ہوا ہے۔ یہ میں سے سوال آگے کی چیزوں پر یہی ہے یہ قریباً ۳۶۰۰ مربع کلو میٹر پر پھیلا ہوا ہوگا، اس کو عالمی قوانین کے تحت پلاپایا جائے گا۔ اصل میں اسے عالمی سیاحت کو سامنے رکھ کر ہی بنا یا جارہا ہے، جن سعودی دوستوں سے ملاقات ہوئی انہیں کسی تشکیل میں بنتا نہیں دیکھا، وہ اسے ایک عملیت پسندی گردان رہے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس تدبیلی پر سعودی ریگن متوافق نہیں ہے کہ نئی نسل تو پہلی ہی اس سارے عمل کی خواہاں تھی، ان سے پرانے سعودی باشندے، اہل سلطنت اور شہزادے اپنی چھٹیاں یہود ملک گزارتے ہیں اور لاکھوں اربوں ڈالر خرچ کرنے کے عادی ہیں، یہ تدبیلیاں انہیں اب باہر جا کر خرچ کرنے کی بجائے اپنے ہی ملک میں خرچ کرنے کا موقع فراہم کریں گی۔

سعودی معاملات ہمیشہ ایک اسرار کی دیزرتہ میں طے ہوتے رہے ہیں، ان میں عوامی شمولیت نہ ہونے کے برابر ہی ہے، اس کی دلیل وہاں کے قابلی نظام اور طرز حکومت کو قرار دیا جاتا رہا ہے، میرے لیے یہ سارا عمل ایک اہنی پر دہ بہن جیسا ہے، عوامی قبولیت کا پہلا شیٹ اسی ماہ قوع ہے، جب سعودی عرب میں نئی قائم ہونے والی امنثہمٹ کمپنی کے زیر اہتمام ریاض

باقی صفحہ نمبر ۱۵

ہے اور اسے اگر شیئرڈ وژن کہوں تو زیادہ موزوں ہو گا کہ یہی وژن مسجد نبوی میں بھی لکھا ملا اور اسی کا تذکرہ ام القری

یونیورسٹی کے درود یا اپر بھی دیکھا، دل اب زیادہ تیزی سے دھڑک رہا ہے کہ ہمارے خوبیوں کی سرزی میں ایک ایسے سفر پر ہے، جس کی تفصیل اور منزل کی تفہیم آسان نہیں ہے۔ سعودی سارے بچل اور کھانے پینے کی چیزیں جو اس مشکل وقت کے لیے لا ہور سے الگ یگ میں لے کر گیا تھا، ان کے استعمال کی نوبت ہی نہیں آئی، انگلیوں کے نشان لیتے ہی سپاپورٹ اور دیزے کی سکیجت ہوئی اور پاسپورٹ پر اسٹری کی مہر لگ گئی۔ میں بڑے سکون سے دنیا کی انسیوں بڑی معیشت جو چند برسوں میں پندرہ ہویں نہر پر آنے کے تیز فقار خرپر ہے، اپنے روحانی سفر کے لیے داخل ہو چکا تھا۔ دوسری جیت کسی اور کوششی محسوس بھی نہ ہوئی ہو میں اس پر باقاعدہ چونکا، یہ کار پوریٹ دنیا کی ایک اصطلاح ہے اور اس کا ایک خاص پس منظر اور مفہوم ہوتا ہے اور اس پر عمل درآمد کا ایک میکانزم ہوتا ہے جو عام طور پر سرکاری عمال اور عملے کے بس کی بات ہی نہیں ہوتی، اس کے باقاعدہ ٹولز اور چھوٹے چھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں تب جا کر اس کا حصول ممکن ہوتا ہے، یہ وژن ۲۰۳۰ء تھا جو ایئر پورٹ پر لکھا تھا اور اگلے پندرہ دن مسلسل اسی سے واسطہ پڑتا رہا، ہر کبھی اور پول پر، ہر بس پر یہاں تک کہ مسجد عائشہ کے اندر لگی ایک ڈیجیٹل مشین پر کہ جو جہر ان کرنے کے لیے کافی تھی اس پر لکھے بار کوڈ کی تصویر یا لیجی اور پھر اس کے اندر ستر سے زائد زبانوں میں سے اپنی پسند کی زبان منتخب کیجیے اور آپ سامنے آنے والی کتابوں کے ٹائل کے بار کوڈ کی تصویر بنایے اور اگلے ہی لمحے وہ خوبصورت کتاب آپ کے موبائل کا حصہ بن گئی، ایسی یکروں نہیں ہزاروں کتابیں اس مشین میں اہل ذوق کی منتظر ہیں۔

سعودی عرب میں آنے والے بارہ برسوں میں جو تدبیلیاں ہوئے جارہی ہیں، ان کا یہاں پاکستان میں بیٹھ کر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ شہزادہ محمد بن سلمان تدبیلیوں کے اس ہاتھی پر سوار ہیں جو تدبیلیوں کی ایک بڑی فوج کے آگے چل رہا ہے، اس میں سے کوئی ایک چیز بھی اتفاق نہیں ہے۔ یہ بالکل سوچی کچھی، پوری طرح سے جاچی اور آنکی ہوئی ایک سوچ ہے جو اب ایک مشین اور وژن کی صورت میں ڈھل چکی

جدہ ایئر پورٹ پر کئی جی تیس میری منتظر ہیں، پہلی تو یہ کہ امگریشن کا تکلیف دہ اور کئی گھنٹوں کے دورانی پر پھیلارہنے والا طویل مرحلہ سکڑ کر قریباً آدھے گھنٹے میں مکمل ہو چکا تھا، وہ سارے بچل اور کھانے پینے کی چیزیں جو اس مشکل وقت کے لیے لا ہور سے الگ یگ میں لے کر گیا تھا، ان کے استعمال کی نوبت ہی نہیں آئی، انگلیوں کے نشان لیتے ہی سپاپورٹ اور دیزے کی سکیجت ہوئی اور پاسپورٹ پر اسٹری کی مہر لگ گئی۔ میں بڑے سکون سے دنیا کی انسیوں بڑی معیشت جو چند برسوں میں پندرہ ہویں نہر پر آنے کے تیز فقار خرپر ہے، اپنے روحانی سفر کے لیے داخل ہو چکا تھا۔ دوسری جیت کسی اور کوششی محسوس بھی نہ ہوئی ہو میں اس پر باقاعدہ چونکا، یہ کار پوریٹ دنیا کی ایک اصطلاح ہے اور اس کا ایک خاص پس منظر اور مفہوم ہوتا ہے اور اس پر عمل درآمد کا ایک میکانزم ہوتا ہے جو عام طور پر سرکاری عمال اور عملے کے بس کی بات ہی نہیں ہوتی، اس کے باقاعدہ ٹولز اور چھوٹے چھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں تب جا کر اس کا حصول ممکن ہوتا ہے، یہ وژن ۲۰۳۰ء تھا جو ایئر پورٹ پر لکھا تھا اور اگلے پندرہ دن مسلسل اسی سے واسطہ پڑتا رہا، ہر کبھی اور پول پر، ہر بس پر یہاں تک کہ مسجد عائشہ کے اندر لگی ایک ڈیجیٹل مشین پر کہ جو جہر ان کرنے کے لیے کافی تھی اس پر لکھے بار کوڈ کی تصویر یا لیجی اور پھر اس کے اندر ستر سے زائد زبانوں میں سے اپنی پسند کی زبان منتخب کیجیے اور آپ سامنے آنے والی کتابوں کے ٹائل کے بار کوڈ کی تصویر بنایے اور اگلے ہی لمحے وہ خوبصورت کتاب آپ کے موبائل کا حصہ بن گئی، ایسی یکروں نہیں ہزاروں کتابیں اس مشین میں اہل ذوق کی منتظر ہیں۔

سعودی عرب میں آنے والے بارہ برسوں میں جو تدبیلیاں ہوئے جارہی ہیں، ان کا یہاں پاکستان میں بیٹھ کر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ شہزادہ محمد بن سلمان تدبیلیوں کے اس ہاتھی پر سوار ہیں جو تدبیلیوں کی ایک بڑی فوج کے آگے چل رہا ہے، اس میں سے کوئی ایک چیز بھی اتفاق نہیں ہے۔ یہ بالکل سوچی کچھی، پوری طرح سے جاچی اور آنکی ہوئی ایک سوچ ہے جو اب ایک مشین اور وژن کی صورت میں ڈھل چکی

ریاستیں انتہا پسندی کو فروغ دے رہی ہیں۔

قطر پر سے دباؤ کوکم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جو

ترکی قطر پر سے دباؤ کوکم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جو

عرب ملکوں کے بائیکاٹ کی وجہ سے قطر برداشت کر رہا ہے۔

اس نے دوحہ کے لیے علاقوائی طور پر کمی راستے کھولے ہیں

تاکہ انتہا پسندی کی مدد اور علاقائی کے اندر و فی معاملات میں

براد راست مداخلت ممکن ہو سکے۔ ترکی، سوڈان اور قطر کے

ساتھا پہنچ کر معاشرے کے علاقوائی تعلقات و تعاون بھی کام کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ ترکی کے دورے کے فوراً بعد قطر کے وزیر خارجہ

محمد عبد الرحمن الثانی نے ۱۰ دسمبر کو ٹیلوں کا دورہ کیا، انقرہ نے

۲۳ ستمبر ۲۰۲۱ سے پہلے (جب چاؤ نے قطر پر لیبیا کو غیر

مستحکم کرنے کا الزام لگنے کے بعد اپنا سفارت خانہ قطر میں بند

کیا تھا) قطر اور چاؤ میں سمجھوتے کی کوشش کی تھی۔

ایران کے تباہی کے ذریعے اپنا اثر قائم کرنا

ترکی خطے کے نئے علاقوں میں اپنے اثر و سوونخ کے لیے

اس معاملے کو استعمال کر رہا ہے، خصوصاً جب سے ایران کو

شام، لیبیا، یمن اور عراق میں بدامنی کا ذمہ دار قرار دے کر

عرب ریاستوں نے اس سے اپنے تعلقات ختم کیے ہیں،

ایران کے بین الاقوامی طور پر ان ریاستوں سے بھی تعلقات

خراب ہوئے ہیں، جو مشرق وسطیٰ کے حوالے سے اپنے

تحفظات رکھتے ہیں۔ ان ممالک میں فرانس اور امریکا

سرفہرست ہیں، یہ ایران کے میزائل پروگرام، ایٹمی پروگرام

اور خطے میں ایرانی مداخلت پر ملاں ہیں۔

اپنے اثر و سوونخ کے ذریعے لیبیا کے معاملات پر اثر دلانا

قطر، چاؤ اور سوڈان کے ذریعے ترکی اپنا مقصود حاصل

کر رکھا ہے کیونکہ یہی تین ممالک ہیں جو کہ لیبیا میں اپنا

اثر و سوونخ رکھتے ہیں، تجزیاتی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگلے

مرحلے میں جب کہ بین الاقوامی طور پر لیبیا کے سیاسی نظام کو

بحال کرنے کی مسلسل کوشش کی جا رہی ہے، ترکی لیبیا کے

سیاسی نظام کے قیام اور ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

ساحل کے علاقے میں اپنی موجودگی کو فروغ دینا

یہ ایسا علاقہ ہے، جو سبق پیارے پر علاقائی اور بین

الاقوامی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے یہاں پر انتہا پسند تظامیوں

کی کارروائیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، دنیا کے طاقتور ممالک

انتہا پسند تظامیوں کی روک تھام کے لیے اس علاقے میں

کثروں چاہتے ہیں اور انہوں نے ۱۳ دسمبر ۲۰۲۰ کو پرس میں

ہونے والی کانفرنس میں عسکری اتحادی فورس کے لیے

ترکی، سوڈان اور قطر کے بڑھتے تعلقات

حالات اور واقعات یہ بتا رہے ہیں کہ سوڈان اپنا نقطہ نظر

تبديل کرتے ہوئے ترکی اور قطر کے ساتھ اتحاد میں شامل ہو جائے گا، مستقبل میں سیاسی ہم آہنگی کے لیے اس اتحاد میں ایران کی شمولیت بھی ممکن ہے۔ عربوں کا ساتھ کام کے لیے وہ

سوڈان کے ساتھ اتحاد کی کوششیں کر رہا ہے، اس کی کوششوں سے ہی ترکی، قطر اور سوڈان ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں اور اس سے تہران کو بھی ایک ثابت پیغام ملا ہے۔

ای مقصود کے تحت رجب طیب اردوغان ۲۰۲۲ء سے ۲۰۲۴ء

دسمبر ۱۵ تا جزوں کے ایک وفد کے ہمراہ سوڈان، چاؤ اور

تیلوں کا دورہ کیا۔ اس دورے کے مقاصد میں تجارتی اور اقتصادی تعاون کے ساتھ ساتھ عربوں کا ایک نیا اتحاد اور

عرب دنیا کا ساتھ کام ہی تھا۔ دوحہ اور خروم کے اوپر بھی حل

طلب مسئلے ہیں لیکن بنیادی مسئلہ انتہا پسند اسلامی تحریکوں کی

امداد اور عربوں کا نیا اتحاد ہی ہے۔

ترک صدر نے اپنے دورے میں ترکی کے آرمی چیف

کے ہمراہ قطر کے آرمی چیف لیفٹینٹ جنل غیم بن شاہین

الغبیم، سوڈان کے آرمی چیف لیفٹینٹ جنل عمال الدین مصطفیٰ

ادوی اور جزل حلوقی اکر سے بھی ملاقات کی، اپنے دورے میں انہوں نے یہ چند مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔

طاقت کی جنگ

ترکی ان عرب ریاستوں کو کمزور کرنا چاہتا ہے، جو عرب

خطے میں اس کے مصوبوں اور اس کی بالادیتی کی راہ میں

نکاٹ بنتے ہوئے خطے میں اثر انداز ہونا چاہتی ہیں، ترکی

ان عرب ممالک میں اپنا اثر و سوونخ بڑھا رہا ہے جو کہ خطے کی

سرحدوں سے قریب ہیں، سوڈان اور چاؤ کے علاوہ ترکی، لیبیا

اور غزہ میں عسکریت پسندوں کی مدد کے حوالے سے اپنا

اثر و سوونخ رکھتا ہے، وہ اپنا اثر دریائے احرن تک بڑھانا چاہتا

ہے، اس کے علاوہ ترکی بین الاقوامی نقل و حمل کے راستوں

باب الامدیب اور سوئز کنال تک پہنچنا چاہتا ہے۔

دریائے احرن کی اہمیت

سوڈان کی بندرگاہ سواکھن آس لینڈ میں ترقی اور

انظامی امور، فوجی اور ملکی سلامتی کے معابرے اور عسکری اور

تجارتی بھروسے کی آمد و رفت میں ترکی کے تیز ترین

تعاون کے لیے دریائے احرن ایک اہمیت رکھتا ہے، سوڈان کے

باقیہ: سعودی عرب ”روشن خیالی“ کی جانب گامزنا!
 میں امریکی اور سعودی گلوکاروں کا لائیو کنسرٹ ہو گا اور پھر فیشن شوز کا ایک نئے نئے ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا ۲۰۲۲ء تک ریاض میں سکس فلیک تھیم پارک تیار ہو چکا ہو گا جو ۳۳۰۰ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہے اور ۴۰۰،۰۰۰ افراد و زنان کے تحت ۷۸ ویں سعودی سالگرد کی تقریبات کا مرکز بھی ہو گا۔

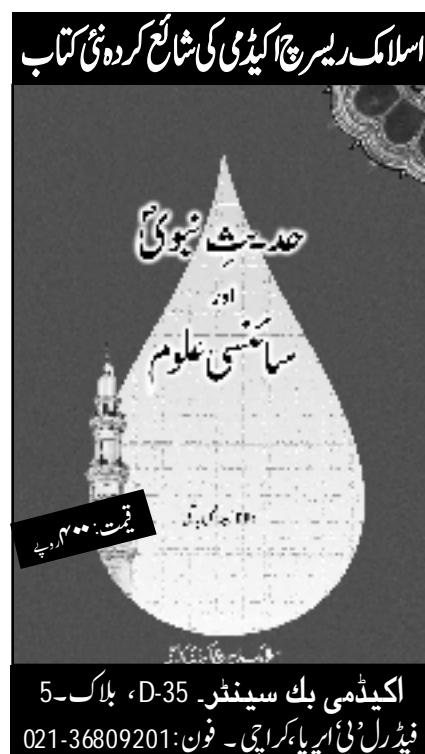
ایک اہم سوال جو بار بار پوچھا جاتا ہے گا کہ کیا سعودی حکومت یہ سب تیل کی فروخت میں کمی کا خسارہ دور کرنے کے لیے پیسے کے لیے کر رہی ہے؟ ہاں یہ ایک اہم فیکٹر ہو گا مگر اتنے سوچے سمجھے و زدن کی وجہ سے کہیں بڑی ہے اور وہ ہے مستقبل میں اور اس سے عہدہ بردا ہونے کی تیاری، سعودی خاموشی کے علی الرغم بہت ممکن ہے پاکستان میں اس ساری تبدیلی پر بہت تبصرے ہوں جہاں پہلے سے ہی مخلوط تعلیم، فیش شو زینیماز بڑیوں کی ڈرایو گن اور ان کو سینیڈیم جا کر کھلیل دیکھنے کی اجازت جیسی باقی ایشوں نہیں ہیں اور ان کی وجہ سے اسلام خطرے میں نہیں دیکھا جاتا، کیا اب سخت مذہبی اقدار کے حامل اور اپنے تہذیبی خوابوں سے جڑے سعودی معاشرے کو بھی اسی طرح کی ایک آزاد اور بڑی کروٹ لیتے ہم اتنی ہی آسانی سے دیکھ سکیں گے۔

(بجواں: ”دیل ڈاٹ پی کے“ ۲۰۲۲ء، ۲۰۱۸ء)

۱۱۱

کارروائیوں سے پہلے اسے حاصل تھا، وہ امریکا سے کشیدہ تعلقات کے ساتھ ساتھ داعش کو ختم کرنا چاہتا ہے، حقیقت میں ترکی خلافتِ عثمانی کا کردار ادا کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔
 (ترجمہ: سمیہ اختر)

"How does Turkey manage its relations with Sudan and Qatar?"
 ("futureuae.com". January 01, 2018)



اکیڈمی بک سینٹر، D-35، بلاک-5
 فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ فون: 021-36809201

یاد رہے محمد بن سلمان ایک جدید حکمران ہے جو کہ واضح طور پر روایتی معاشرے پر حکمرانی کر رہا ہے، جبکہ خامنہ ای ایک روایتی اکیڈمی بک سینٹر کے جو ایک جدید معاشرے پر حکمرانی کر رہا ہے۔
 سعودی عرب میں یہ ترکی جاری ہے کہ ۱۹۷۹ء کو بھول جایا گئے اور ایک مختلف سماجی لپکھ کو پروان چڑھایا جائے۔ ایران میں بھی یونیورسٹی سے اور تک نوجوانوں میں یہم چل رہی ہے کہ ۱۹۷۹ء کو پچھے چھوڑ دیا جائے لیکن برس اقتدار نہیں کھلے چاہتے ہیں کہ حکومت کے خلاف متواتری قوت کو ملیما میٹ کر دیا جائے۔ ہمیں چاہیے کہ ایران اور سعودی عرب دونوں کو یہ راستہ دکھائیں کہ ۱۹۷۹ء کو بھول جائیں، یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے تخفہ ہو گا اور تمام دنیا کے لیے بھی۔ جن کے کھربوں ڈال رہا ہے ایک ایسا کو ختم کرنے میں جو کئے جا سکے ہیں جو ۱۹۷۹ء کے بعد شروع ہوئیں۔ (ترجمہ: محمد ایوب نیز)

"Iranian and Saudi youth to bury 1979".

("New York Times". Jan.9, 2018)

۱۱۱

۱۳۰ امریکن ڈالر میں کیے ہیں، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ خلیج میں دولتیں ابھر رہی ہیں، ایک ترکی قطر اور ایران جو مشرق وسطیٰ کے بھڑکتے الاؤ کو ایندھن فراہم کریں گے جبکہ دوسری اتحادی فورس جو اس کا سد باب چاہتی ہے۔

تحریک حرمت کے گرد گھیرا اتگ

انقرہ نے چاؤ کے لیے بہت سے ایسے معاملوں پر دخیط کیے ہیں، جس کے تحت وہ چاؤ کو معافی و اقتصادی معاملات فراہم کرے گا۔ اس کے علاوہ تیل کے کنوؤں کی تلاش میں مدد، کھلیل و ثقافت اور سلامتی کے معاملات میں سرمایہ کاری فراہم کر رہا ہے۔ ان معاملات کا مقصد چاؤ کی سر زمین سے تحریک حرمت کی کارروائیوں کو ختم کرنا ہے، چاؤ کے صدر اوریس ڈیئے نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ ہم اپنی سر زمین پر اب مزید دشمنت گردی برداشت نہیں کریں گے، ان کا یہ بیان واضح طور پر تحریک حرمت کی کارروائیوں کی طرف ہے۔

طیب ایردو ان کی حکمت عملی

مجموعی طور پر یہ تجزیہ کیا جا سکتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی روایتی جنگ اور تازع سے بہت دور سوڈان، چاؤ اور ٹیونس کی طرف ترکی کا یہ دورہ خطے میں ایک نئے سفارتی، فوجی اور اقتصادی دور کا آغاز ہو گا، یہاں اس بات کا مکمل اور اک ہونا چاہیے کہ ترکی مشرق وسطیٰ میں اپنا وہ مقام حاصل کرنا چاہتا ہے، جو کہ شام میں بد منی اور داعش جیسی انتہا پسند تنظیموں کی

باقیہ: ایرانی اور سعودی نوجوان ۱۹۷۹ء کو بھول جائیں!
 اسلام میں تبدیل کر دیں گے، جو کہ ۱۹۷۹ء سے پہلے کے دور والا ہو گا اور اس کا نام و زدن ۲۰۳۰ء کو رکھا گیا ہے۔

محمد بن سلمان حقیقت میں چین کے "ایک ملک دونظام" کے خواکے کا سعودی چڑہ تیار کر رہے ہیں۔ یہ بات مجھ سے خلیج کے ایک تاجر نے کہی، اگر آپ مذہبی ہیں اور مکمل جانا چاہتے ہیں آپ کو راستہ ہمارا ملے گا، اگر آپ مذہبی ہیں ہیں اور ڈنی ورلڈ جانا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے وہاں جانا بھی آسان ہو گا۔ محمد بن سلمان صرف "ایک سعودی عرب" سے متزوج ہیں جہاں ابھی تک یہ قابلی لپکھ رہے، جس کا مطلب ہے کہ نوجوانوں کی بڑی تعداد آمریت اور فوج سے تنفس ہے۔ محمد بن سلمان نے یہ دیکھا ہے کہ مذہبی انتظامیہ کے درمیان سے راستہ کیسے نکالا جائے، جس کے اندر اب بھی یہ ملاحتی ہے کہ کم تعلیم یا فہرست مفتی، دیہاتی اور چھوٹے شہروں کے کس کا تزوییاتی و زدن زیادہ موثر ہو گا، محمد بن سلمان کا و زدن کریں کہ سماج میں بہت تیزی سے تبدیلیاں آ رہی ہیں یا یہ کہ

کی جائے پیدائش یا جنم بھوی کی نشاندہی کیسے کی جاسکتی ہے۔ یہ انسان کی عقل و دانش کی سر اسرار تو ہیں ہے کہ خدا کی شکل و صورت کا کوئی اپنے انداز سے لقین کرے۔ میرے لیے یہ

انتہائی دکھ اور تکلیف کا سبب ہے کہ بہتوں کا استھصال کیا جا رہا ہے۔ نفرت اور فرقہ پرستی کا زبرگھول جا رہا ہے۔ رام کے نام پر یہ سب غلط کام کا پرچار ہو رہا ہے۔ گاندھی جی ایک رائج العقیدہ ہندو تھے۔ جب وہ قتل کیے گئے تو ان کی زبان پر رام کا نام تھا ”جے رام“ ان کی عقیدت مندی شک و شبہ سے بالاتر کہتے تھے کہ خدا صرف مندر میں نہیں رہتا بلکہ ہر جگہ رہتا ہے۔ انہوں نے کہی رام مندر کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ خدا صرف مندر میں نہیں رہتا بلکہ ہر جگہ رہتا ہے۔ وہ ایک سچے مذہبی انسان کی حیثیت سے کہتے تھے کہ خدا کسی مسجد، مندر یا چچ میں مقید نہیں ہوتا۔ گاندھی جی نے شاید یہی کبھی کسی مندر میں وقت گزارا ہوا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ مندوں میں صفائی سترائی نہیں ہوتی ہے۔

اسلام اور عیسائیت سے بالکل الگ ہندو مت ایک خاندانی روحانیت پرمنی ہوتا ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ خدا پرہتوں اور پنڈتوں کا جانبدار نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ہمارا گھر بھی مندر ہے۔ یہ سب اس وقت ہوا جب بڑی ذات کے لوگوں نے دھرم کو اچک لیا اور اپنے مفاد کے لیے اس کا استعمال جائز کر لیا۔ اس وقت سے ساتھ دھرم پنڈتوں اور پرہتوں کے قبضے میں آ گیا۔ حقیقت خرافات میں کھو گئی۔ تو تم پرستی، استھصال اور فریب اور دھوکا دہی کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج ہماری یہی سب سے بڑی کمزوری ہے کہ اس پر ہم منہ نہیں کھو لتے، زبان بند رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سرحد پار کے لوگوں سے مغلوب ہوئے۔ مغل بادشاہوں اور پھر انگریز تاجریوں نے ہمیں اپنے بس میں کر لیا۔ ساتھ دھرم کے لوگ کبھی ترقی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ توہم پرستی اور بے عقلی کے خول سے باہر نہیں آتے۔ رام جنم بھوی میں رجعت پسندی سے بے عقلی اور فرقہ پرستی کی طرف ایک بڑھتا ہوا قدم اور مارچ ہے۔ یہ ایک جنگ ہے جو سی شہرت اور اقتدار کی کرسی حاصل کرنے کے لیے کی جا رہی ہے۔ وہ لوگ جو عقیدہ دید سے ناواقف ہیں وہی اسے ہندو مت کی ترقی کہہ سکتے ہیں اور اس کے لیے اٹائی کر رکھتے ہیں۔ میں اس عقیدے کو اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اس سے میری محبت ہے۔ میں وہ وجہ ہے کہ اس گمراہی اور ضلالت کو کسی طرح بھی قبول نہیں کر سکتا۔

”A perverse ploy“. (“Indian Express”. February 12, 2018)

تحریک رام مندر: ایک خطرناک چال

Swami Agnivesh

معاملہ ہے تو وہ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے تھے تاکہ لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے اور کسی کو ہندو مسلمانوں میں تباہ کھڑا کرنے یا نفرت پھیلانے کا موقع نہ ملے۔ سید شہاب الدین جو بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے کونویز تھے، میں مسلسل ان سے رابطے میں تھا۔ سبھی امن کے خواہشمند تھے کہ مسئلہ حل ہو جائے اور پھر کسی دوسری مسجد یا عبادت گاہ پر ظالموں کی نظر نہ ہو۔ وہ سب اس کا باعزت اور آبرو مندانہ تصفیہ چاہتے تھے۔ وہ لوگ خوش دلی سے کہتے تھے کہ عدالت کو فیصلہ کرنے دیجیے۔

یہ افسوسناک بات ہے کہ عدالت نے حق و انصاف کا فرضیہ جیسے ادا کرنا چاہیے تھا نہیں کیا۔ میری فکر مندی اس بات پر تھی کہ عوام کی خوش عقیدگی اور سادگی کا استھصال نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے ذریعے جو ویدک عقیدے کی روحانیت اور عظمت کی ذرا بھی پروانہ نہیں کرتے۔ میں ایک مغلص عقیدت مند ہوئے کی وجہ سے دھوکا دہی اور تشدید کی بات محوس کرتا ہوں۔ میں نے اس معاملے میں عرق ریزی کے ساتھ تحقیق کی ہے اور شوہد بھی جمع کیے۔ اس کی روشنی میں اچھی طرح سے کہہ سکتا ہوں کہ ارائیں ایسیں اور وہی ایچ پی کا دعویٰ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ میں نے صاف ذہنیت کے ساتھ اس کی چھان میں کی ہے۔ تیسی دال اس وقت کے سب سے بڑے رام ہلگت تھے، جس کے زمانے (۱۵۲۸ء) میں میر باقی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رام مندر کو گرا کر بابری مسجد کی تعمیر کی۔ تیسی دال نے بھی اپنی کسی کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ نہ ہی گرد گوئند سکھ، سوائی ویو یا تنہ، شیواجی نوشتیں کیں میں نے اس میں بھی حصہ لیا۔

مسٹر ایڈوانی کو ۲۰۱۴ء میں رائیکٹر اراضی کے بدے مسجد کے قریب رام ہلگت میں دینے کی بات کی گئی لیکن مسٹر ایڈوانی کی سازشی چال بس یہ تھی کہ مندر وہیں بنائیں گے جہاں بابری مسجد ہے۔ جس کی تعمیر کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے یا اسکرپٹ میں اسی کوئی بات نہیں ہے، جس کی وجہ سے جا رحیت کی اس تحریک کا کوئی ثبوت ہو۔ یہ کہنا کہ یہ ایک عقیدے (Faith) کی بات ہے کسی طرح بھی حق پسندی نہیں ہے نہ کوئی دلیل اور انصاف کی بات ہے۔

جو چیز میرے لیے بے حد تکلیف دہ ہے وہ اس کا فرقہ وارانہ ایجاد ہے، جو نہایت غلط اور نقصان دہ ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ رام ہلگوں تھے اور ہلگوں نے اس کا شکل کیا اور ان کی حکومت سے محایت واپس لے لی۔ جہاں تک مسلمانوں کا

میرے لیے زندگی سے زیادہ موت بہتر ہے، اگر میں ایک ایسی سچائی کا اظہار نہ کروں جسے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میں نے پرہنمیا خدا کو سچائی کی روشنی میں دیکھا ہے۔

سچائی چھپا ناظم ہے اور بزرگوں کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ رام جنم بھوی کی تحریک خالص سیاسی چال ہے جو خود غرض نہیں اور مفاد پرستی پر مبنی ہے، مغض انتخاب میں کامیاب حاصل کرنے کے لیے عام کو بے توف او بددھو بنانے کے

لیے اسے مذہب کا جامہ پہنانیا گیا ہے۔ مجھے اس بات پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ اس جگہ یا اس جگہ ہزاروں سال پہلے بھگوان رام کا جنم ہوا تھا۔ رام ملکا کو قانونی یا غیر قانونی طور پر استھا پت کرنے کی بات اس وقت پیش آسکتی ہے جبکہ ان کی جنم بھوی کی نشاندہی پورے طور پر سامنے آئے یا کسی کو معلوم ہو۔ اجودھیا میں ۱۶۱۷ء میں حریف یادو یار ہیں جو اپنے طور پر رام جنم بھوی کا تھیں کرتے ہیں۔ میں راجحو گاندھی کے دور میں ایسی بہت سی کوششوں میں شامل تھا جس میں تازگاری ختم کرنے کی بات ہو رہی تھی، راجحو گاندھی پر بہت بڑا لازم ہے کہ انہوں نے ایک سر دخانے میں دبے ہوئے مسئلے کو زندہ کیا، دراصل کا گرلیں کی چاپیوں اور خوشنامانہ سیاست کا یا ایک حصہ تھا۔ پارٹی نے ڈبل یکم کھیلا۔ کون نہیں جانتا کہ نہ سہرا راوے نے تخت نشینی کے لیے مسجد کو سمار کرنے میں حصہ لیا۔ مسٹروی پیٹنگ نے مسئلے کو سلجنے کی جو کوششیں کیں میں نے اس میں بھی حصہ لیا۔

مسٹر ایڈوانی کو ۲۰۱۴ء میں رائیکٹر اراضی کے بدے مسجد کے قریب رام ہلگت میں دینے کی بات کی گئی لیکن مسٹر ایڈوانی کی سازشی چال بس یہ تھی کہ مندر وہیں بنائیں گے جہاں بابری مسجد ہے۔ جس کی تعمیر کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے یا اسکرپٹ میں اسی کوئی بات نہیں ہے، جس کی وجہ سے جا رحیت کی اس تحریک کا کوئی ثبوت ہو۔ یہ کہنا کہ یہ ایک عقیدے (Faith) کی بات ہے کسی طرح بھی حق پسندی نہیں ہے نہ کوئی دلیل اور انصاف کی بات ہے۔

گاندھی اور ان کے رفتاق کو احساں ہوا کہ سارا کریٹر و زیر اعظم چندر شیکھ کو مل جائے گا، جس کی وجہ سے راججو گاندھی نے چندر شیکھ حکومت کو گرانے کا فیصلہ کیا اور ان کی حکومت سے محایت واپس لے لی۔ جہاں تک مسلمانوں کا